سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2021

جمعرات،17-جون 2021

(یوم الخمیس،6- ذیقعد1442 ھ)

سترہویں اسمبلی: تینتیسواں اجلاس

جلد 33 : شمارہ 2

47

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ17-جون 2021

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبولﷺ

سرکاری کارروائی

"سالانہ بجٹ برائے سال22-2021پر عام بحث"

49

صوبائی اسمبلی پنجاب

سترہویں اسمبلی کا تینتیسواں اجلاس

جمعرات، 17-جون 2021

(یوم الخمیس، 6- ذیقعد 1442 ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز لاہور میں شام 4 بج کر 07 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر جناب پرویز الٰہی منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری محمد علی قادری نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم ٥

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٥

لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ
عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ؕ
وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۱﴾ هُوَ
اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحْمٰنُ
الرَّحِيْمُ ﴿۲۲﴾ هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ
السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ؕ
سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۲۳﴾ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ
الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ؕ يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۲۴﴾

سورۃ الحشر آیات نمبر 21 تا 24

اگر ہم یہ قرآن کسی پہاڑ پر نازل کرتے تو تم اس کو دیکھتے کہ اللہ کے خوف سے دبا اور پھٹا جاتا ہے اور یہ باتیں ہم لوگوں کے لئے بیان کرتے ہیں تاکہ وہ غور کریں ٥ وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں پوشیدہ اور ظاہر کا جاننے والا۔ وہ بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ٥ وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ بادشاہ (حقیقی) پاک ذات (ہر عیب سے) سلامتی امن دینے والا نگہبان غالب زبردست بڑائی والا۔ اللہ اُن لوگوں کے شریک مقرر کرنے سے پاک ہے ٥ وہی اللہ (تمام مخلوقات کا) خالق ایجاد و اختراع کرنے والا صورتیں بنانے والا اُس کے سب اچھے سے اچھے نام ہیں۔ جتنی چیزیں آسمانوں اور زمین میں ہیں سب اُس کی تسبیح کرتی ہیں۔ اور وہ غالب حکمت والا ہے ٥

وما علینا الا البلاغ ٥

نعت رسول مقبول ﷺ جناب عابد رؤف قادری نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

میرا پیامبر عظیم تر ہے کمال خلاق ذات اس کی
جمال ہستی حیات اس کی بشر نہیں عظمت بشر ہے
شعور لایا کتاب لایا وہ حشر تک کا نصاب لایا
دیا بھی کامل نظام اس نے اور آپ ہی انقلاب لایا
وہ علم اور عمل کی حد بھی ازل بھی اس کا اور ابد بھی
وہ ہر زمانے کا رہبر ہے میرا پیامبر عظیم تر ہے
وہ شرح احکام حق تعالیٰ وہ خود ہی قانون خود حوالہ
وہ خود ہی قرآن خود ہی قاری وہ آپ مہتاب آپ ہالہ
وہ عکس بھی اور آئینہ بھی وہ نقطہ بھی خط بھی دائرہ بھی
وہ خود نظارہ ہے خود نظر ہے
بس اک مشکیزہ اک چٹائی ذرا سے جو ایک چار پائی
بدن پہ کپڑے بھی واجبی سے ناخوش لباسی ناخوش قبائی
یہی ہے کل کائنات جس کی گنی نہ جائیں صفات جس کی
وہی تو سلطان بحر و بر ہے میرا پیامبر عظیم تر ہے

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر کا معزز ممبران سے خطاب

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ملک صاحب! ایک منٹ تشریف رکھیں میں پہلے ایک بات کر لوں اس کے بعد آپ کا پوائنٹ آف آرڈر لیتا ہوں، پہلے دن جب ہمارا اجلاس ہوا تو اس میں تمام ممبران کو کافی چیزیں بتا دی گئی تھیں کہ اللہ کا شکر ہے کہ آج ہم اس بلڈنگ میں بیٹھے ہیں، اس بلڈنگ کی حیثیت، اہمیت اور اس کا وقار تب ہی ہے جب ہم سب اس میں contribute کریں، ممکن حد تک جہاں جہاں contribution ہوتی ہے تو اس سے آپ کی عزت و وقار میں اضافہ ہوتا ہے۔میں یہ کہنا چاہوں گا کہ یہ چوتھا بجٹ ہے الحمد للہ اس میں حکومت، اپوزیشن، اور تمام ممبران کی کافی کوشش شامل رہی ہے اور ہم خود ہی وہ چیزیں realize کر کے بڑی محبت کے ساتھ آج چوتھے بجٹ میں پہنچے ہیں۔تو میری یہ خواہش ہو گی اور تمام ممبران سے میری یہ request بھی ہو گی کہ جس طرح محنت کر کے ہم یہاں تک پہنچے ہیں اور جو فصل ہم نے پکائی ہے وہ کہیں ہم اپنے ہاتھوں سے خود ہی اُجاڑ نہ دیں، ہم اسے خود ہی برباد نہ کر دیں اور اپنی محنت کو ہم ضائع نہ کر دیں۔آپ کو یاد ہو گا کہ اس اسمبلی کے آغاز پر آپ سب معزز ممبران کی مشاورت سے ہم نے اپنے اصول وضع کئے ہیں۔ہم نے آپ سب کی کوشش اور محنت سے اپنا ایک مقام بنایا ہے تو اس کو کہیں ضائع نہ کر دیں۔یہ نہ دیکھیں کہ وفاق میں کیا ہوا ہے، قومی اسمبلی میں کیا ہوا ہے اور قومی اسمبلی کے ممبران نے کیا طرز عمل اختیار کیا ہے؟ وہاں قومی اسمبلی میں پہلے بھی، شروع شروع میں بھی ایسا ہوتا رہا ہے جو کچھ آج کل ہو رہا ہے۔میری آپ سے گزارش ہے کہ جو کچھ بھی وہاں قومی اسمبلی میں ہوا ہے اس کو ہم نے ignore کرنا ہے اور اس طرف توجہ نہیں دینی۔(نعرہ ہائے تحسین)

معزز ممبران! میڈیا تین دن تک قومی اسمبلی کے ایوان کی کارکردگی دکھاتا رہا ہے اور اب میڈیا اینکرز اور سوشل میڈیا والے کہہ رہے ہیں کہ ہمیں یہ دکھا کر خود بھی شرم آ رہی ہے۔ہمیں

اس سے سبق سیکھنا ہے کیونکہ اب سارے پاکستان کی نظریں پنجاب اسمبلی کے اُوپر لگی ہوئی ہیں۔اس لئے میری آپ سے درخواست ہے کہ جس طرح دونوں اطراف کے معزز ممبران نے پہلے تعاون کیا ہے اسی طرح اب بھی تعاون کریں۔معزز ممبران حزب اختلاف اور معزز ممبران حزب اقتدار نے اب تک سب چیزوں کو حوصلے کے ساتھ لیا ہے۔آپ کے اس حوصلے اور برداشت کی وجہ سے ہی ہم نے سب کچھ achieve کیا ہے۔اب ہم نے اس کو ایک مضبوط قلعے کی شکل دینی ہے۔جب یہ ایوان ایک مضبوط قلعہ کی شکل اختیار کرلے گا تو پھر ہر جگہ آپ کی بات ہوگی۔سوشل میڈیا،عام میڈیا اور اینکرز سب آپ کی تعریف کریں گے اور یہ کہنے پر مجبور ہوں گے کہ پنجاب اسمبلی کے ممبران سنبھل کر،سوچ کر اور حوصلے کے ساتھ ایوان کی کارروائی چلا رہے ہیں۔اس طرز عمل کی وجہ سے آپ بہت زیادہ mature نظر آئیں گے،اس مقدس ایوان کا تقدس بڑھے گا اور آپ انشاءاللہ تعالیٰ اپنی عزت و وقار میں اضافہ محسوس کریں گے۔آپ خود اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے کہ اس ایوان اور آپ کی عزت میں اضافہ ہوگا۔میری دُعا بھی یہی ہے کہ ہم اس ایوان کو اسی طرح وقار کے ساتھ چلائیں۔جی،ملک محمد احمد خان صاحب!اب آپ بات کرلیں۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر!میں آپ کی اجازت سے ایک تحریک استحقاق پیش کرنی چاہتا ہوں۔یہ نہ صرف میرا انفرادی طور پر بلکہ اس پورے ہاؤس کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں اپنی تحریک استحقاق پیش کر دیتا ہوں۔

تحاریک استحقاق

جناب سپیکر: جی،آپ اپنی تحریک استحقاق پڑھ لیں۔

ریسکیو ملازمین کے تحفظ کے لئے رولز پر عمل درآمد کا مطالبہ

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر!میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو کہ اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔معاملہ یہ ہے کہ پنجاب اسمبلی صوبے کا ایک supreme ادارہ ہے۔اس کے منتخب اراکین صوبہ بھر کی آواز اور نمائندے ہیں۔اسمبلی کے اوّلین فرائض میں شامل ہے کہ اگر صوبے

کی عوام کا کوئی مسئلہ ہو تو اس کو حل کیا جائے اور عوام کو جائز سہولت بہم پہنچانے کے لئے قانون سازی کرے۔ قانون سازی کا process مکمل کرتے ہوئے جب کوئی Act بن جاتا ہے تو متعلقہ ادارے نے within certain period اس کے Rules بنانے ہوتے ہیں تاکہ اس Act اور اس کے تحت بننے والے Rules کے مطابق معاملات چلائے جائیں۔

جناب سپیکر! پنجاب اسمبلی نے مورخہ 2006-06-16 کو ایک Act پاس کیا تھا جس کے تحت Emergency Services-1122 معرضِ وجود میں آئی۔ اس Act میں درج تھا کہ اس ادارے کا انتظام و انصرام چلانے کے لئے متعلقہ محکمہ Rules بنائے گا لیکن سال ہا سال گزرنے کے باوجود اس کے Rules نہیں بنے۔ اس کے پیش نظر مورخہ 2۔مارچ 2021 کو اس معزز ایوان نے متفقہ طور پر The Punjab Emergency Services Act میں Amendment Bill پاس کیا جس کے تحت ڈائریکٹر جنرل ریسکیو۔1122 کی services کو regulate کرنا تھا۔ اس ادارے میں کام کرنے والے باقی ملازمین کے معاملات طے کرنے کے علاوہ اسے خود مختار محکمے کا درجہ دینا تھا لیکن چار ماہ گزرنے کے باوجود ابھی تک اس حوالے سے کوئی پیش رفت نہیں ہوئی۔ اس سے تو بالکل عیاں ہے کہ حکومتی مشینری میں کچھ ایسی پس پردہ قوتیں ہیں جو کہ اس میں رکاوٹ پیدا کر کے پنجاب اسمبلی کی supremacy کو challenge کر رہی ہیں۔ پنجاب اسمبلی میں صوبے بھر کے منتخب نمائندے ہیں۔ اسمبلی کی منظوری کے بغیر صوبے میں کام کرنے والا کوئی بھی آفیسر یا اہلکار اپنی تنخواہ تک وصول نہیں کر سکتا۔ ریسکیو۔1122 کے ملازمین دن رات پنجاب بھر کے عوام کی خدمت کر رہے ہیں۔ جس مریض کو گھر والے چھوڑ دیتے ہیں تو اس کے وارث ریسکیو 1122 کے اہلکار بنتے ہیں اور انہیں طبی امداد بہم پہنچاتے ہیں۔ مریض کو متعلقہ ہسپتال میں پہنچاتے ہیں۔ مزید بر آں آگ لگنے کے واقعات میں بھی بر وقت موقع پر پہنچ کر اپنی خدمات سر انجام دیتے ہیں۔ اپنی جانوں کے نذرانے بھی پیش کرتے ہیں لیکن جب اس ادارے میں کام کرنے والے لوگوں کی ملازمت اور ان کے بچوں کے تحفظ کے لئے پنجاب اسمبلی متفقہ طور پر قانون پاس کرتی ہے تو یہ پس پردہ نامعلوم لوگ نہ صرف پنجاب اسمبلی کی اتنی اہم exercise پر پانی پھیر دیتے ہیں بلکہ یہ اس ادارے میں کام کرنے والوں کے ساتھ، پنجاب بھر کی عوام کے ساتھ دشمنی اور اس کے منتخب ایوان کی supremacy کو بھی challenge کرتے ہیں۔ اس لئے یہ

انتہائی ضروری ہے کہ ان معاملات کی انکوائری کی جائے اور جو لوگ اس گھناؤنے فعل کے ذمہ دار ہیں ان کے خلاف فوری طور پر ایکشن لیتے ہوئے انہیں کیفر کردار تک پہنچایا جائے۔اس لئے میری استدعا ہے کہ میری اس تحریک کو کسی بھی Special Committee کے سپرد کیا جائے۔ یہ کمیٹی ان تمام معاملات کی چھان بین کرے اور ذمہ داران کو قرار واقعی سزا دینے کے لئے معزز ایوان کو اپنی رپورٹ پیش کرے تا کہ parliamentary supremacy کو یقینی بنایا جاسکے۔لہٰذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔ شکریہ

جناب سپیکر: ملک محمد احمد خان! آپ اس بابت کوئی short statement دینا چاہتے ہیں؟

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! میری درخواست ہے کہ یہ Constitution کا given framework ہے اور اگر آپ Constitution کی سکیم کو defeat کریں گے تو پھر کسی طرح سے بھی اس ایوان کی بالادستی اور اس کی effectiveness کو برقرار نہیں رکھ سکیں گے۔اس ایوان کا ایک کردار قانون سازی کرنا بھی ہے اگر یہ defeat ہو تا رہے یعنی اسمبلی قانون بنائے اور 160 دن تک اس کے Rules نہیں بنیں گے تو پھر اس پر عمل درآمد کس طرح ممکن ہو سکے گا کیونکہ کسی بھی Act کے Rules اشد ضروری ہوتے ہیں۔جب سے civilian Government قائم ہوئی ہے تو ہم اس کی اطاعت کا سُنتے ہیں لیکن عملی طور پر ایسا نہیں ہو رہا۔اری گیشن کا نظام خراب ہوا ہے، شعبہ صحت کے حوالے سے جو reforms کی گئی ہیں وہ آپ کے سامنے ہیں اور شعبہ تعلیم کی reforms آپ کے سامنے ہیں لیکن اگر civilian side پر کسی ایک cap کے اُوپر feather ہے تو وہ ریسکیو۔1122 ہے۔بے شک میں حزب اختلاف کے بنچوں پر بیٹھتا ہوں، بے شک میں آپ کی سیاسی پارٹی میں نہیں ہوں، بے شک ہم آپ کے باقی کاموں پر تنقید کر سکتے ہیں لیکن ریسکیو۔1122 ایک ایسا کام ہے، ایسا ادارہ ہے کہ جس پر متفقہ طور پر پورا پنجاب متفق ہے کہ وہ سب کو سہولت مہیا کرتا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اگر ریسکیو 1122 کے کام میں رکاوٹ پیدا کی جائے گی تو اس سے صرف میرا استحقاق مجروح نہیں ہو گا بلکہ اس کی وجہ سے اس معزز Chair اور پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا

ہے۔لہٰذا میری آپ سے درخواست ہے کہ اس معاملے کو مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے یا کسی Special Committee کے سپرد کیا جائے تاکہ جو لوگ Constitution breach کے مرتکب ہوئے ہیں ان کو قرار واقعی سزا دی جائے۔اس سارے معاملے کی انکوائری کی جائے۔بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی،وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور / امداد باہمی (جناب محمد بشارت راجہ): جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ جہاں تک قواعد و ضوابط کا تعلق ہے تو ملک محمد احمد خان صاحب کا فرمانا درست ہے کہ جب کوئی ایکٹ پاس ہوتا ہے تو اس کے فوراً بعد اُس کے Rules and Regulations بننے چاہئیں لیکن جیسا کہ آپ کے نوٹس میں ہے کہ یہاں پنجاب اسمبلی میں جو قانون سازی ہوئی میں آج بغیر کسی ہچکچاہٹ کے بے شمار ایسے قوانین کے متعلق عرض کر سکتا ہوں کہ دس سال سے وہ قوانین پاس ہو چکے ہیں لیکن دس سال کے دوران اُن قوانین کے regulations نہیں بنائے گئے۔ملک محمد احمد خان صاحب نے point out کیا کہ 160 دن گزر گئے ہیں اور اس ایکٹ کے regulations نہیں بنائے گئے ہیں۔ آپ کے نوٹس میں ہے کہ اس سلسلے میں اب پیشرفت ہو رہی ہے،regulations بھی بنائے جا رہے ہیں اور اب ہم جو بھی کوئی نئی قانون سازی کرتے ہیں اُس میں ہم نے باقاعدہ اس بات کو طے کر دیا ہے کہ جو محکمہ اپنا قانون لے کر آتا ہے،within 6 months اُس کو اپنے regulations بنانے پڑیں گے۔ لیکن یہاں پر delay ہوئی یہ آپ کے نوٹس میں بھی ہے کہ بے شمار ایسے امور تھے جنہیں طے ہونا تھا۔اس کو ایک علیحدہ محکمہ کا بھی درجہ دیا گیا ہے،DG کی مستقل تعیناتی کی گئی ہے تو اب وہ تمام مراحل مکمل ہو چکے ہیں۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں آپ بے شک time frame دے دیں انشاءاللہ تعالیٰ اُس time frame میں یہ regulations بنا دیئے جائیں گے اور اس پر already کام ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب! آپ کو پتا ہی ہے کہ fortunately and unfortunately اس ادارہ کے حوالے سے میرا نام زیادہ آتا ہے تو کئی جگہ اس کو positive لیا جاتا ہے اور کئی جگہ اس کو negative لیا جاتا ہے۔یہ بدقسمتی ہے کہ میں نے اُنہیں جو سکھایا تھا،جو پڑھایا تھا اور میں نے جو کیا تھا کہ ٹیلی فون کی کال اُن کے لئے VIP ہے،میں یا کوئی اور بندہ VIP نہیں ہے تو یہ واحد ادارہ ہے

کہ COVID میں اگر کسی شخص کی death ہو گئی تو اُس کے گھر والے بھی اُس کے پاس جا کر dead body کو ہاتھ تک نہیں لگاتے تھے۔ میں نے DG, Rescue ڈاکٹر رضوان سے بات کی تو اُس نے ایمبولنسز میں بھی باقاعدہ اس کا arrangement کیا اور اس ادارہ کے اہلکار risk لے کر dead bodies کو دفناتے رہے ہیں اور اس میں بہت سارے اہلکاروں کو نقصان بھی ہوا ہے لیکن unfortunately آپ کے bureaucrats حکمرانوں کو قائل کرنے کے ماہر ہوتے ہیں۔ راجہ صاحب! سیاست میں میری زندگی گزر گئی ہے وہ اتنی کمال مہارت رکھتے ہیں اور وہ ایسا نقشہ پیش کریں گے کیونکہ وہ یہ کہہ نہیں سکتے کہ ہم نے یہ کام نہیں کرنا، ہم نے اپنے چنگل سے کسی کو آزاد نہیں کرنا کہ اُس کی performance بہتر نہ ہو سکے۔ میں اس میں کام نہیں کرتا اور نہ ہی آپ اس میں کام کرتے ہیں ہم نے تو ان سے کام لینا ہے۔ اس ایوان نے اتنے عرصے کے بعد یہ کام کیا ہے اور راجہ صاحب! یہ بات آپ کے نوٹ کرنے کی ہے۔ اس ایکٹ کو پاس ہوئے آج exactly دو ماہ ہو گئے ہیں۔ میرے دل کے اندر لکھا ہوا ہے اور آج میں یہاں پر لکھ کر بھی لایا ہوں۔ دو مہینے میں ہر بندے نے اس کی مخالفت کی ہے۔ میں خود جا کر Chief Minister صاحب کو ملا، میں خود جا کر اُن کے Principal Secretary کو ملا، میں خود چھ دفعہ آپ کو ملا، میں نے ان لوگوں کو دس دفعہ یاد کرایا کہ یہ میرا کوئی ذاتی کام نہیں ہے۔ اسمبلی نے ایک بل پاس کر کے بھیجا ہے اور گورنر صاحب نے منظوری بھی دے دی ہے تو اس بل کی implementation میں آپ کو کیا مسئلہ ہے؟ اس بل پر ابھی تک implementation نہیں ہوئی۔ اس بل سے نہ میرے والد کو کوئی فائدہ ہونا ہے کیونکہ اُن کی death ہوئی کو عرصہ ہو گیا ہے۔ اس سے بے شمار لوگ بچیں گے جو اس حوالے سے میں نے تیاری کی ہوئی ہے اور ڈاکٹر رضوان کے ساتھ بیٹھ کر میں نے وہ ساری چیزیں اُس کو بتائی ہیں، میں نے جو چیزیں آپ کو بتائی ہیں، میں نے کمیٹی کو جو چیزیں بتائی ہیں اور میں نے سارے bureaucrats کو بلایا جو آج اس بل کی مخالفت کر رہے ہیں میں اُن کا نام لینا مناسب نہیں سمجھتا لیکن مجھے ایک دن اُن میں سے ایک ایک کا نام لینا پڑے گا کہ یہ لوگ ہیں جو 1122 کی مخالفت کر رہے ہیں۔ وہ لوگ آج بھی یہاں پر بڑے عہدوں پر موجود ہیں۔ میں تو کہتا ہوں کہ ہمیں اس ہاؤس میں بیٹھنا بھی نہیں چاہئے کہ ہم اپنے لوگوں کی زندگی بھی نہیں بچا سکتے تو یہاں بیٹھنے کا کیا فائدہ ہے؟ راجہ صاحب! مجھے تو آپ بھی بے بس نظر آئے۔ آپ نے کہا کہ آج ہو جائے گا،

آپ نے کہا کہ کل ہو جائے گا۔ Principal Secretary to Chief Minister نے 3/4 دن پہلے کہا کہ بس جی میں یہ لے کر آ رہا ہوں، میں یہ دے کر جا رہا ہوں۔ میں نے یہ چیزیں لوگوں کو بہت سمجھائی ہیں اور اس میں میری زندگی گزر گئی ہے کہ جو جو آپ کے ارادے ہیں۔ میں نے کہا کہ آپ اس حکومت کا بیڑا غرق کر رہے ہیں جو کام کرنا چاہتی ہے آپ اس کا بیڑا غرق کر رہے ہیں اور اس میں صرف آپ کی انا ہے۔ آپ کی ایک ضد ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور / امداد باہمی (جناب محمد بشارت راجہ): جناب سپیکر! میری ایک گزارش سُن لیں۔

جناب سپیکر: نہیں۔ راجہ صاحب! آپ میری بات سُنیں۔ میں نے آپ کی بات نہیں سُننی۔ آپ بیٹھیں اور میری بات سُنیں۔ آپ سے یہ کام نہیں ہو رہا اور مجھے آپ کی نیت پر شک نہیں ہے۔ آپ ان کو defend نہ کریں میں نے اس حکومت کو سب سے زیادہ defend کیا ہے۔ اب میں کسی کی بات نہیں سُنوں گا۔ فنانس منسٹر صاحب یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں، کل جب یہ بجٹ پیش کر رہے تھے تو میں نے گیلری سے Principal Secretary کو بلایا اور پوچھا کہ آپ کا کیا ارادہ ہے؟ وہ میرے گھٹنے کو ہاتھ لگانے لگے تو میں نے کہا کہ میرے گھٹنے کو ہاتھ لگانے کا مقصد کیا ہے؟ میں نے کہا کہ اسمبلی نے جو بل پاس کیا ہے وہ بل اِدھر لے کر آؤ۔ میں تو کہتا ہوں کہ آپ سب جیت گئے ہیں اور میری کوششیں ہار گئی ہیں۔ اس ہاؤس میں بیٹھنے کا ہمارے پاس کیا جواز ہے؟ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ یہ ہو کیا رہا ہے؟ کام کرنے کا یہ کوئی طریقہ ہے؟ راجہ صاحب! میں نے بڑی حکومتیں چلائی ہیں۔ میں جنرل ضیاء الحق کے زمانے سے چلا آ رہا ہوں لیکن یہ کوئی طریقہ تو نہیں ہے۔ آپ بے شک مشورے کرتے رہیں مجھے کسی سے بھی کوئی پروا نہیں ہے۔ یہ کام نہیں کرنا تو نہ کریں لیکن میں اس privilege motion کو سپیشل کمیٹی نمبر 13 کے سپرد کر رہا ہوں اور سیکرٹری اسمبلی سے کہتا ہوں کہ کل ہی اس کمیٹی کی میٹنگ رکھیں اور اس کمیٹی کو میں خود head کروں گا۔

(نعرہ ہائے تحسین)

بحث

سالانہ بجٹ بابت سال 22-2021 پر عام بحث

جناب سپیکر: اب ہم سالانہ بجٹ 22-2021 پر بحث کا آغاز کرتے ہیں۔ اس میں کچھ نام حزب اختلاف کی طرف سے آئے ہیں اور کچھ نام حزب اقتدار کی طرف سے آئے ہیں۔ اس میں میری یہی گزارش ہو گی کہ ہم نے اس بجٹ پر بحث کے لئے جو دن رکھے ہیں میری خواہش ہے کہ both sides کے معزز ممبران اس بجٹ پر بات کر لیں تو کوشش کریں کہ repetition نہ ہو۔ آپ سارے ممبران homework کر کے آئیں اور یہاں پر suggestions بھی دیں تاکہ حکومت آپ کی suggestions کو شامل کرے اور بہتری آسکے کیونکہ اس میں حکومت کا بھی فائدہ ہے اور آپ کا بھی فائدہ ہے۔ فنانس منسٹر صاحب خود یہاں پر بیٹھے ہیں یہ بڑے positive آدمی ہیں یہ آپ کی suggestions note بھی کریں گے اور بہتری کے لئے پوری کوشش کریں گے۔

میں نے حزب اختلاف اور حزب اقتدار both sides کو بلایا تھا اور منت کی تھی کہ ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ both sides کو بہت سکون سے چلانا ہے تو اب میری یہی request ہے کہ جب قائد حزب اختلاف بول رہے ہوں گے تو حزب اقتدار سے کوئی بندہ نہیں بولے گا اور جب قائد حزب اقتدار بول رہے ہوں گے تو حزب اختلاف نے مجھے گارنٹی دی ہے کہ اُن کا کوئی بندہ نہیں بولے گا۔ دونوں پارٹیوں نے یہ طے کر لیا ہے تو اب اگر دونوں اطراف سے کوئی اس کی violation کرے گا تو میں اُس کو پورے بجٹ اجلاس کے لئے یہاں سے نکالوں گا۔ اس میں پوری اسمبلی اور پورے ہاؤس کا فائدہ ہے۔

میں نے پہلے جو بات کی تھی اگر وہ بات کسی کو ناگوار گزری ہو تو میں دل کی گہرائیوں سے معافی مانگتا ہوں اور گزارش کرتا ہوں کہ مجھے اس لئے معاف کر دیں کہ میں یہ اپنی ذات کے لئے نہیں کر رہا تھا بلکہ میں اپنے لوگوں کی جانیں بچانے کے لئے یہ کام کر رہا تھا۔ کسی بھی بندے کی جان بچانے کے حوالے سے ہماری کوشش اور نیت اللہ تک پہنچ جائے کیونکہ اجر تو اللہ کی ذات نے دینا

ہے اس لئے میں نے یہ سخت باتیں اپنی ذات کے لئے نہیں کیں بلکہ اللہ کی مخلوق کے لئے یہ باتیں کی ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

اب میں جناب محمد حمزہ شہباز شریف کو دعوت خطاب دیتا ہوں۔

قائد حزب اختلاف (جناب محمد حمزہ شہباز شریف) :بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔شکریہ۔ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے آپ کو اور اس ہاؤس میں بیٹھے تمام حکومتی اور اپوزیشن ممبران کو مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ ہم آج اس نئے اسمبلی ہال میں بیٹھے ہیں۔ آخری مرتبہ ہم مسجد کے افتتاح پر اکٹھے ہوئے تھے اور ہم نے جمعہ کی نماز بھی اکٹھے پڑھی تھی، اللہ کے گھر کے افتتاح سے بہت اچھی شروعات ہوئی تھی اوراب جمہوریت کے گھر کا افتتاح ہوا ہے۔ یہ تزئین و آرائش اسمبلی کے ہال کی خوبصورتی تو بن سکتی ہے لیکن اس کی اصل زینت اور اصل زیور تو اچھی روایات قائم کرنا ہے۔نہ میں اس کرسی پر ہمیشہ بیٹھا رہوں گا اور نہ آپ بیٹھے رہیں گے اور نہ ہی Leader of the Houseاس پر بیٹھے رہیں گے لیکن جو آپ نے بات کی ہے کہ ہم ایک دوسرے کا مؤقف سنیں اور اپنے اندر تنقید کو برداشت کرنے کا حوصلہ پیدا کریں میں آپ کی بات سے اتفاق کرتا ہوں لیکن ہمیشہ تنقید بھی نہیں ہونی چاہئے اگر کوئی مثبت تجویز آتی ہے اور آنی بھی چاہئے تو اس کو بھی زیر غور لیا جائے۔ تنقید برائے تنقید نہیں بلکہ تنقید برائے اصلاح ہونی چاہئے اور جس طرح آپ نے بتایا ہے کہ اس پر کمیٹی نے فیصلہ بھی کیا ہے تو یہ بہت خوش آئند بات ہے۔

جناب سپیکر! آج کتنے ہی لوگ ہیں کوئی ہسپتال کے بیڈ پر بیٹھا ہے، کوئی مزدور دکان میں اپنے بچوں کے لئے دودھ خریدنے گیا ہے اور آج ہر شہری کو کوئی آس کوئی امید ہے کہ بجٹ آرہا ہے اور ہم ٹیلی ویژنز پر دیکھیں گے کہ ہمیں کوئی reliefملتا ہے۔ صوبہ کے لئے کوئی مثبت اقدام ہوتا ہے کوئی اچھی آراء آتی ہیں کہ نہیں؟ میں آج اس موقع کو غنیمت جانتے ہوئے یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ جو قومی اسمبلی میں پچھلے تین دنوں میں ہوا ہے خواہ کوئی بھی اس میں قصوروار ہے میں اس کی شدید مذمت کرتا ہوں اور ہم سب کو خواہ وہ حکومت کی طرف سے ہوں یا اپوزیشن کی طرف سے اس بات کا ادراک ہونا چاہئے کہ روزانہ عوام کے ٹیکس سے عوام کی جیبوں سے یہ اجلاس منعقد ہوتے ہیں اور جب غریب آدمی جو پہلے ہی بھوکا ہے امید ڈھونڈتا ہے اس کو جب یہ دیکھنے کو ملتا ہے کہ لاکھوں لوگ ہزاروں لوگ ہمارے ووٹ لے کر جاتے ہیں وہ آپس میں دست و گریباں ہوتے ہیں، ایک دوسرے

پر بوتلیں پھینکتے ہیں، غلیظ گفتگو کرتے ہیں، گالیاں دیتے ہیں تو نہ صرف ہم ان کے ساتھ ظلم کرتے ہیں بلکہ جمہوریت سے ان کا اعتماد اٹھتا ہے کہ یہ صرف غول غبارہ ہے ایک دوسرے کی جگ ہنسائی کرتے ہیں۔ میں بلکل آپ کے ساتھ ہوں اور انشاءاللہ ہم مل کر کوشش کریں گے کہ اس بجٹ سیشن کو ایک productive session بنائیں، اچھی بات کریں اور میری دعا بھی ہے کہ ہم اس نئے ایوان میں ایسی روایات چھوڑ کر جائیں جو آنے والے اسمبلی ممبرز کے لئے مشعل راہ ہوں۔

جناب سپیکر! آج باقاعدہ budget debate کا آغاز ہوا ہے اور اس حکومت کو تین سال ہونے کو آئے ہیں ہم نے سنا تھا کہ تین مہینے دیں، 90 دن دیں کچھ نا کہیں، تنقید نا کریں ہم سب ٹھیک کر دیں گے اور آج بھی مجھے یاد ہے کہ ہم نے کالی پٹیاں باندھ کر حلف اٹھایا تھا ہمارے شدید تحفظات تھے کہ الیکشن میں دھاندلی ہوئی یہ جانتے ہوئے کہ ہم اس صوبہ کی لارجسٹ پارٹی تھے پھر بھی اسی جمہوریت کے لئے، اسی سسٹم کے لئے، اسی جمہوریت کو اور توانا کرنے کے لئے آج ہم اپوزیشن میں بیٹھے ہوئے ہیں کیونکہ ہم نے کہا کہ اس گاڑی کو چلنا چاہئے اور آج تین سال بعد تو حق بنتا ہے کہ بھرپور طریقے سے اس بات کا جائزہ لیا جائے کہ اس حکومت کی تین سالہ کارکردگی کیسی رہی؟ میں کوئی sweeping statement نہیں دوں گا اپنا argument اور اپنا data عوام کے سامنے پیش کروں گا اور پھر عوام decide کریں گے کہ حکومت کی تین سالہ کارکردگی کیسی ہے؟

جناب سپیکر! کسی نے گھر بھی چلانا ہوتا ہے گھر کا بجٹ بنانا ہوتا ہے تو گھر کے سب لوگ مل کر بیٹھتے ہیں کہ مہینہ گزارنا ہے کس کس چیز کی بچت کرنی ہے اور کس چیز سے خرچہ بچانا ہے۔ اس پارٹی کے سربراہ نے کہا تھا کہ میں خودکشی کرلوں گا پر IMF کے پاس نہیں جاؤں گا۔ میں اپنی طرف سے کوئی بات نہیں کروں گا لیکن پہلا وزیر خزانہ، دوسرا وزیر خزانہ پھر تیسرا وزیر خزانہ تین سال اور تین وزیر خزانہ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے چہرے بدلتے رہتے ہیں۔ تسلسل قائم رہے تو چہرے بدلنے میں کوئی ہرج نہیں ہے وہ بہتری کا سبب بنتے ہیں لیکن آپ دیکھئے کہ پاکستانی قوم کا قیمتی وقت اس لئے ضائع کیا گیا کیونکہ IMF کے پاس جانا ہے۔ اپنے وسائل کو بروئے کار لا کر IMF کے پاس جانے کو avoid کرنا ہے یا نہیں کرنا ہے یعنی capital market کی بنیادیں ہل گئیں اور پھر جو فنانس کے Einstein تھے وہ آخر کار IMF کے گھٹنوں کو ہاتھ لگا کر ایسے اذیت ناک condition ساتھ لے کر آئے کہ آج تین سال ہونے کو ہیں لیکن عوام کی اذیت ختم ہونے

کا نام ہی نہیں لے رہی۔ یہ مزاق نہیں ہے کہ روپے کو 40 فیصد devalue کیا گیا اور اس کا ایک natural outcome یہ ہونا چاہئے تھا کہ exports بڑھتی لیکن روپیہ devalue ہو گیا exports بڑھی نہیں اور ہم نے وہ کچھ کر دیا جو شاید IMF کا تقاضا بھی نہیں تھا۔ یہ قصہ بند ہو گیا تو نیا چہرہ سامنے آیا، یہ چہرہ تو شاید PTI کا تھا لیکن جو اگلے دو چہرے ہیں ان کا تو اس جماعت سے دور دور کا تعلق نہیں تھا۔ سیاسی جماعتیں ایسے لوگوں کو لے کر آتی ہیں جو ان کے منشور کو لے کر آگے چلیں۔ عوام سے ایفائے عہد کیا جاتا ہے۔ لوگوں سے جو وعدے کئے تھے وہ پورے کئے جائیں۔ دوسرے جو آئے تو وہ IMF کے گُن گاتے تھے اور وہ اکیلے نہیں آئے بلکہ وہ ساتھ گورنر سٹیٹ بنک کو بھی IMF سے لے کر آئے اور نئے نئے سبز باغ دکھائے۔

جناب سپیکر! مصر کی مثال آپ کے سامنے ہے کہ آنکھیں بند کر کے IMF کے پیچھے لگا اور کیا growth کی؟ آپ کو تو IMF جکڑ لیتا ہے۔ ہم نے بھی اپنے ادوار میں قرضے لئے تھے۔ پاکستان کی 72 سالہ تاریخ میں شاید IMF کا پہلا پروگرام تھا جو ہم نے کامیابی سے مکمل کیا اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے growth rate دیا۔ قرضہ لیا جاتا ہے، قرضے کو گالی بنا دیا گیا تھا۔ ہم 25 ہزار پر قرضہ چھوڑ کر گئے تھے اور 48 ہزار پر قرضہ پہنچانے والوں کو اب سمجھ آگئی ہو گی کہ قرضہ لینا پڑتا ہے لیکن قرضہ productive use کے لئے لینا پڑتا ہے۔ اگر قرضہ لے کر آپ نے infrastructure بنایا ہے، آپ نے لوگوں کو Metros دی ہیں اور آپ نے لوگوں کو سستی سواری دی ہے۔ دنیا جہان میں ٹرانسپورٹ پر subsidy دینی پڑتی ہے۔ آج تیسرا وزیر خزانہ آگیا ہے۔ حکومت کہتی ہے کہ ہم نے ٹیکس فری بجٹ دیا ہے اور دوسرے سانس میں کہتی ہے کہ نہیں، نہیں ہم 25 روپے petroleum levy بڑھائیں گے۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ شاید مہنگائی بڑھے۔ پاکستانی قوم کو ابھی بجٹ ہضم ہی نہیں ہوا تھا کہ دوسرے دن پٹرول مہنگا کر دیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر! مجھے یہ بھی بتایا جائے کہ یہ کون سا growth rate اور کون سی ترقی کے سہانے خواب ہیں جو صرف دو مہینے میں دکھائے جا رہے ہیں۔ IMF کہہ رہا تھا کہ growth rate 1.1٪ ہو گا۔ World Bank کہہ رہا تھا کہ 0.5٪ growth rate ہو گا۔ ان کا اپنا State Bank کہہ رہا تھا کہ 3٪ growth rate will fall around 2 to ہو گا۔ یہ کہہ رہے ہیں کہ نہیں 3.94٪ growth rate ہو گا۔ آپ ستم ظریفی دیکھیں کہ پچھلے سال، میں کوئی دس سال پرانی بات

نہیں کر رہا انہوں نے پچھلے سال کہا کہ 3.2% growth rate ہے تو اس پر International Agency نے کہا کہ 3.2% growth rate نہیں ہے بلکہ 1.9% ہے۔ انہوں نے تسلیم کیا کہ ہم سے غلطی ہوئی ہے اور پھر کہا کہ اب 1.9% نہیں ہے بلکہ 2.1% ہے۔ گھر کے بجٹ سے بات شروع ہوئی تھی لیکن یہ پاکستانی قوم کا بجٹ ہے۔ یہ 22 کروڑ عوام کا بجٹ ہے۔ خدارا! اگر آپ کی performance نہیں ہے تو الفاظ کا یہ گورکھ دھندہ اور کھلواڑ بند کرو۔ آج پاکستانی قوم بھوکی ہے اور میں کوئی sobbing statement نہیں دے رہا بلکہ آج آپ دیکھیں کہ per capita income 1629 ڈالرز سے کم ہو کر 1543 ڈالرز پر پہنچ چکی ہے۔ پاکستان مسلم لیگ (ن) کی حکومت میں، 2018 میں مہنگائی 3.9 فیصد تھی آج 8.8 فیصد ہے جو چند ماہ پہلے double digit تھی۔ گزشتہ 3 سالوں میں مہنگائی 30 فیصد ہوگئی، بیروزگار 35 لاکھ سے بڑھ کر 85 لاکھ ہو گئے یعنی 50 لاکھ لوگ بیروزگار ہوئے۔ گزشتہ 3 سالوں میں 2 ہزار نہیں بلکہ 2 کروڑ لوگ غربت کی لکیر سے نیچے آچکے ہیں یعنی ساڑھے 7 کروڑ لوگ غربت کی لکیر سے نیچے ہیں۔

جناب سپیکر! میں ضرور چاہوں گا کہ میں کسی ہرزہ سرائی سے کام نہ لوں اور facts and figures سے کام لوں۔ یہاں growth کا واویلا مچانے والے سب اچھا کا باجا بجانے والے کان کھول کر سنیں کہ 2018 میں چینی 55 روپے فی کلو تھی آج 105 روپے فی کلو ہو چکی ہے، آٹا 35 روپے فی کلو تھا آج 75 روپے فی کلو ہے، دال چنا 90 روپے فی کلو تھی جو بڑھ کر 160 روپے فی کلو ہو چکی ہے، گھی 188 روپے فی کلو تھا جو آج 260 روپے فی کلو ہے، کوکنگ آئل 192 روپے فی کلو تھا آج 270 روپے فی کلو ہے، چاول 85 روپے فی کلو تھا آج 170 روپے فی کلو ہیں، دال ماش 140 روپے فی کلو تھی آج 320 روپے فی کلو ہے، چائے کی پتی 750 روپے فی کلو تھی آج 950 روپے فی کلو ہے، دال مسور 130 روپے فی کلو تھی آج 160 روپے فی کلو ہے اور گوشت 850 روپے فی کلو تھا آج 1500 روپے فی کلو ہو چکا ہے۔ اسی طرح بجلی فی یونٹ 8 روپے تھی آج 20 روپے فی یونٹ ہے، ادویات کی قیمتوں میں 300 سے 500 فیصد کا اضافہ ہوا، گھریلو صارفین کے لئے بجلی کا فی یونٹ 2018 میں 8 روپے ہوا کرتا تھا آج 27 روپے ہے، گیس 300 فیصد مہنگی ہوئی اور ان تین سالوں میں پٹرول 28 روپے فی لٹر مہنگا ہوا۔ معزز اراکین مجھے اپنے دل پر ہاتھ

رکھ کر بتائیں کہ اس حکومت نے 20ہزار روپے کم سے کم اجرت کا اعلان کیا ہے تو کیا20ہزار روپے میں غریب آدمی کا ایک ماہ میں گزارا ہو سکتا ہے؟

جناب سپیکر! یہ وہ سوال ہیں جن کے بارے میں میرے معزز دوست آج اپنے گھروں کو جا کر سوچیں کہ اگرgrowth ایسی ہوتی ہے تو پھر اللہ تعالیٰ سے دعا کرنی چاہئے کہ ایسیgrowth نہ ہو کیونکہ آج گھر گھر میں بھوک اور افلاس دستک دے رہی ہے۔ آج بیٹے کے پاس اپنی ماں کے لئے ادویات خریدنے کے لئے پیسے نہیں ہیں، بجلی و پانی کے بل، یونیورسٹی کی فیسیں اور سکولوں کی فیسیں غریب آدمی کہاں سے دے؟

جناب سپیکر! میں آج ان کو ان کے وعدے یاد دلانا چاہتا ہوں۔ میں خود سے کچھ نہیں کہہ رہا انہوں نے 550ڈیمز بنانے تھے۔۔ جھوٹ، انہوں نے ایک کروڑ نوکریاں دینی تھیں۔۔ جھوٹ، 50لاکھ گھر دینے تھے۔۔ جھوٹ، 200۔ارب روپے واپس لانے تھے۔۔ جھوٹ، پولیس اصلاحات کرنی تھیں۔۔ جھوٹ، 90دن میں کرپشن کا خاتمہ کرنا تھا۔۔ جھوٹ، یکساں نصاب تعلیم کریں گے اور دو کروڑ بچوں کو سکولوں میں لائیں گے۔۔ جھوٹ، ایک سال میں انصاف ملے گا۔۔ جھوٹ، گورنر ہاؤس کو یونیورسٹی بنائیں گے۔۔ جھوٹ اور سب سے بڑھ کر جنوبی پنجاب کو صوبہ بنائیں گے۔۔ جھوٹ۔(نعرہ ہائے تحسین)

آج اس بارہ کروڑ کے صوبے کو اسلام آباد سے remote control کے ذریعے ہدایات دی جاتی ہیں۔ اٹھارویں ترمیم کے بعد صوبہ بہت سے کاموں میں خود مختار ہے پھر کیوں ضرورت پڑتی ہے کہ اسلام آباد سے جو direction آتی ہے اُس پر عملدرآمد ہوتا ہے۔ صوبے کے عوام، صوبے کی خود مختاری اور اس آئینی ترمیم جسے پارلیمنٹ نے مشترکہ طور پر منظور کیا اُس کے ساتھ زیادتی ہے بلکہ سب سے بڑھ کر جمہوریت کے ساتھ مذاق ہے۔

جناب سپیکر! پہلے ہم Divisible Pool پر آ جاتے ہیں کیونکہ Divisible Pool بجٹ کی backbone ہوتا ہے جہاں سے اندازہ ہوتا ہے کہ کتنے محاصل آنے ہیں، اسی کو دیکھ کر صوبہ اپنی نوک پلک سیدھی کرتا ہے اور اپنی priorities دیکھتا اور تحریر کرتا ہے۔ پچھلے مالی سال میں 400۔ارب روپے کی اضافی رقم دکھائی گئی جس میں سے 125۔ارب روپے وفاق کے لئے اضافی تھی۔ اگر اس طرح دیکھا جائے تو 278۔ارب روپے سابقہ بجٹ میں سے صرف

12 فیصد اضافہ کے برابر ہیں۔ مالی سال 2021 میں اس Divisible Pool میں 1354۔ ارب روپے جو 30 فیصد مہنگائی کو account for کر کے 1040۔ ارب روپے کے برابر بنتے ہیں، یہ 1040۔ ارب کی رقم اُس رقم کے برابر بھی نہیں جو مسلم لیگ (ن) کی حکومت نے 2018 میں وفاق سے وصول کی تھی اور وہ 1071۔ ارب روپے تھے۔ اب مالی سال 22-2021 میں 1683۔ ارب روپے مختص کئے گئے ہیں جبکہ 2020 میں یہ رقم 1601۔ ارب روپے تھی۔ میں نے ایوان کے باہر کہا تھا کہ اعداد و شمار کا گورکھ دھندہ چلتا رہتا ہے لیکن litmus test یعنی جانچنے کا پیمانہ ایسے ہوتا ہے کہ ایک عام آدمی کی زندگی میں بجٹ کیا مثبت تبدیلی لے کر آتا ہے اور عام آدمی کو اپنے گھر کے کھانے پینے کی اشیاء میں کتنا فائدہ ہوتا ہے۔ کورونا کا بہت رونا رویا گیا جس کے پیچھے چھپنے کی بڑی کوشش کی گئی جس کے متعلق میں بات کرتا ہوں لیکن آج ستم ظریفی یہ ہے کہ پاکستان کے روپے کی قدر region میں سب سے زیادہ کم ہے۔ مجھے یہ بات کہتے ہوئے تکلیف ہو رہی ہے کہ افغانستان کے ساتھ اگر exchange rate کا موازنہ کیا جائے تو وہ پاکستانی روپیہ دو روپے ہے اور بنگلہ دیش 1.8 روپے ہے۔ جنوبی ایشیا میں مالدیپ کی سب سے بہترین معیشت ہے، بنگلہ دیش دوسرے نمبر پر اور بھارت تیسرے نمبر پر جبکہ ہمارا اللہ ہی حافظ ہے۔ میں نے جو باتیں بیان کی ہیں یہ میرے الفاظ نہیں بلکہ PTI کے سربراہ عمران احمد خان نیازی صاحب کے الفاظ ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اب مجھے اڑھائی سال بعد سمجھ آئی ہے کہ معیشت کس بلا کا نام ہے۔ میں نے جو کچھ بیان کیا ہے یہ حقیقت پر مبنی ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ اُن کی بات اس بات سے مسابقت رکھتی ہے کہ جو حال اس معیشت کا آج کیا گیا یا معیشت کے جو experiment پچھلے تین سالوں میں کئے گئے ہیں اس حوالے سے معیشت کا شاید یہی حال ہونا تھا۔

جناب سپیکر! میں دوبارہ پنجاب کی طرف آتا ہوں کیونکہ پچھلے بجٹ میں میرے ساتھیوں کو گلہ تھا کہ یہ وفاق کی بات کرتے ہیں صوبے کی نہیں کرتے اس لئے میں نے اُن کی رائے کو مقدم جانا۔ میں نے صوبے کی بات پہلے بھی کی تھی لیکن آج اِن شاء اللہ زیادہ آئینہ دکھانے کا موقع ملے گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! 22-2021 یعنی اس گورنمنٹ کے تیسرے سال میں ڈویلپمنٹ بجٹ 560۔ ارب روپے ہے۔ 2018 میں مسلم لیگ (ن) کا جو آخری بجٹ تھا وہ 635۔ ارب روپے کا تھا

یعنی آج تین سال بعد بھی ہمارے آخری بجٹ کا حجم آج کے بجٹ سے زیادہ ہے۔ یہ 560۔ارب روپے دکھانے اور اپنے دل کو جھوٹی تسلی دینے کے لئے اچھا ہے لیکن 30 فیصد مہنگائی کی اذیت جو عوام کو دی ہے اگر اس کو account for کیا جائے تو یہ 430۔ارب روپے بنتا ہے یعنی 430۔ارب روپے کہاں اور 635۔ارب روپے کہاں جو ہم چھوڑ کر گئے تھے؟ میں جنوبی پنجاب کا خواب دکھانے والوں کو جو آج تین سال بعد بھی شرمندہ تعبیر نہیں ہو سکا اُن کو بتانا چاہتا ہوں کہ جنوبی پنجاب میں 33 فیصد اعلان کے ساتھ 179۔ارب روپیہ رکھا ہے جبکہ 2018 میں مسلم لیگ (ن) نے 228۔ارب روپے بجٹ رکھا تھا جو آج کے تین سال کے 179۔ارب سے زیادہ ہے اور 36 فیصد ہے۔ مہنگائی کی شرح کے تناسب سے آپ اندازہ لگائیں تو یہ مزید کم ہو جائے گا۔

جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ بجٹ کے لئے آپ کو resources پیدا کرنے پڑتے ہیں جس کے لئے effort اور محنت کرنا پڑتی ہے۔ صرف ٹی وی ٹاک شوز پر آکر بیان بازی سے صوبے کے ٹیکس نہیں بڑھتے۔ Spokespersons جن کی تعداد اب گنتی سے بہت آگے جا چکی ہے اُن کو لا کر ترقی کی window dressing نہیں کی جا سکتی کیونکہ عوام اب حقائق جانتی ہے۔ میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ لیڈر آف دی ہاؤس کا جنوبی پنجاب سے تعلق ہے جن کے پاس اختیار تھا۔ جنوبی پنجاب کو صوبہ بنانے کا وعدہ کیا گیا تھا لیکن وہ جھوٹا وعدہ تھا۔ اسی طرح سیکرٹریٹ کا وعدہ بھی کیا گیا تھا لیکن مجھے میرے دوست سنائیں گے کہ اُس کی بلڈنگ بن گئی اور فلاں کو تعینات کر دیا گیا۔ تین سال بعد مجھے صرف یہ بتا دیا جائے کہ کیا بہاولپور کے گوٹھوں کے غریب ہاری کو one window operation کے تحت سستا انصاف ملتا ہے، کیا اُس کو پولیس سے متعلقہ مسائل کے لئے لاہور آنا پڑتا ہے یا نہیں کیونکہ آج بھی یہ صرف ایک نعرہ ہے اور نعرے سے بڑھ کر کچھ بھی نہیں ہے۔ تین سال ہونے کو ہیں اور پتا نہیں آگے کتنی مدت باقی ہے لیکن خدارا لیڈر آف دی ہاؤس جنوبی پنجاب کی طرف توجہ دیں۔ صوبہ بننے کی بات سے چلے تھے لیکن آج سیکرٹریٹ کے فوائد سے بھی جنوبی پنجاب کا شہری مستفید نہیں ہو پا رہا۔ ویسے بھی یہ آخری سال ہے اُس کے بعد election year ہو گا۔ میں نے سوچا کہ میں اِن کو آئینہ ضرور دکھاتا چلوں۔ گزارش یہ ہے کہ میں نے ابھی ٹیکس کی بات کی تھی جس پر ہمارے وزیر خزانہ نے وفاق اور صوبے میں بڑا stress کیا تھا یعنی 2018 میں مسلم لیگ (ن) کی حکومت صوبائی ٹیکس وصولی کو 78۔ارب روپے سے 197۔ارب روپے تک لے کر آئی۔ جو کہ 192 فیصد کا

اضافہ ہے موجودہ حکومت اس میں پچھلے3سالوں میں صرف14فیصد اضافہ کرپائی جو کہ 228۔ارب روپے بنتا ہے۔اس طرح non tax revenueمیں مسلم لیگ (ن)نے84فیصد کا اضافہ کیا اور یہ رقم 117۔ارب روپے تھی موجودہ حکومت revenueکی مد میں صرف10فیصد اضافہ کر سکی۔اس سال130۔ارب روپے کا ٹیکس وصولی کا ہدف رکھا گیا ہے جو کہ انتہائی کم ہے۔مجموعی طور پر مسلم لیگ(ن)کی حکومت میں جو ٹیکس وصولی142۔ارب روپے تھی اس ٹیکس وصولی میں آخری سال315۔ارب روپے تک اضافہ ہوا یہ100فیصد بنتا ہے۔موجودہ حکومت ابھی تک صرف13فیصد اضافہ کرپائی میں یہ بھی اپنے ساتھوں کو بتانا چاہتا ہوں کہ بجٹ کے فوری بعد کہہ دیا کہ وزیراعلیٰ سیکرٹریٹ کا بجٹ پچھلے سال اتنے کروڑ تھا اب اتنے کروڑ کر دیا ہے۔ہم اور آپ جانتے ہیں کہ یہ الفاظ کا گورکھ دھندا ہے۔حقائق پر اگر بات سنی ہے۔تو2013تا2018 مسلم لیگ(ن)کے دور میں ہر سال provincial or non-provincial tax revenueکی growth 30.77فیصد ہو رہی تھی۔اس کی ہر سال average 16.88فیصد بنتی ہے۔موجودہ حکومت میں یہ growth 5.22فیصد ہے جو کہ اوسطاً3.3فیصد بنتی ہے اور اگر inflation factor اس میں addکرے تو یہ revenueخسارے میں چلا جاتا ہے یہ میں ذمہ داری سے factsبتا رہا ہوں ۔اب expenditureکی بات کرتے ہیں۔مسلم لیگ(ن)کی حکومت میں جو per year expenditure 12.92فیصد کی averageسے بڑھ رہا تھا۔آج expense تقریباً23.45 فیصد کی شرح سے بڑھ رہا ہے لیکن جو اصل بات ہے مسلم لیگ(ن)کے دور میں12فیصدexpenseبڑھ رہا تھا لیکن growth 47فیصد تھی۔آج جب یہ واویلا کیا جاتا ہے کہ خرچ کم ہو رہے ہیں اور لیکن 23فیصد expenseبڑھ رہا ہے اور 7.7 growthہے۔آپ دیکھیں کہ کہاں47.35فیصد اور کہاں 7.7فیصد تو میں اس سے بڑھ کر اور کیا کہہ سکتا ہوں لہٰذا الفاظ کا گورکھ دھندا چھوڑیں practicalبات کریں اور اس پر ہم آپ کے ساتھ بیٹھنے کے لئے تیار ہیں۔اب ایک اور بات کہ ہم لاہور کے باسی ہیں یہاں پر بہاولپور سے بھی ہیں، مظفر گڑھ سے بھی ہیں، راجن پور سے بھی ہیں اور رحیم یار خان سے بھی ہیں اور کہا جاتا تھا میٹرو بس لاہور میں آگئی، اورنج لائن ٹرین لاہور میں آگئی سارا پیسا لاہور پر لگا دیا تو آج میری بات سن لیں2018میں جب مسلم لیگ(ن)کی حکومت ختم ہو چکی تھی اپنی میعاد پوری کر چکی تھی۔

(اذان عصر)

قائد حزب اختلاف (جناب محمد حمزہ شہباز شریف): جناب سپیکر! میں یہ گزارش کر رہا تھا کہ یہ کہتے تھے کہ سارے فنڈز اور سب کچھ لاہور پر لوٹا دیا گیا ہے۔ اس بات کا بھی فیصلہ ہونا چاہئے کہ اس بات میں کتنی حقیقت ہے اور کتنی لفظی ہیر پھیر ہے۔ مسلم لیگ(ن) حکومت کی 2018 میں میعاد پوری ہوتی ہے اور BSP کا ڈیٹا کہتا ہے کہ پنجاب میں کوئی بھی ضلع low development districts category میں نہیں آتا۔ جب ہم نے اس کا چارٹ دیکھا تو ادارہ شماریات کے مطابق ملتان، لیہ، راولپنڈی، سیالکوٹ اور جہلم سمیت 15 اضلاع high develop district کا درجہ رکھتے ہیں۔ بہاولنگر، رحیم یار خان، بہاولپور، مظفر گڑھ، راجن پور، ڈی جی خان، گجرات، اٹک، چکوال اور ٹوبہ ٹیک سنگھ سمیت 18 medium development districts کی فہرست میں تھے۔ الحمداللہ جب ہم چھوڑ کر گئے تو جنوبی پنجاب کا کوئی بھی ضلع low development districts list میں نہیں آتا تھا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں یہ بھی سنتا رہا کہ 10 سال کی حکومت، 10 سال کے حکمران اور تخت لاہور، کے پی میں بھی 8 سال کی حکمرانی پی ٹی آئی کی بھی بنتی ہے اور اسی ادارہ شماریات کے مطابق کے پی میں پشاور، مردان اور صوابی کے علاوہ کسی دوسرے ضلع میں ترقی نظر نہیں آتی۔ یہ میں نہیں کہہ رہا بلکہ آپ کے اپنے ادارہ کے figures کہہ رہے ہیں۔(شیم شیم)

جناب سپیکر! اب تختی جو مرضی لگا دیں اور جو مرضی فیتے کاٹ دیں but they always say "Actions speak louder Than words" خود روزگار سکیم کے تحت 4 لاکھ 51 ہزار افراد میں 30۔ ارب روپے کے بلاسود قرضے مسلم لیگ(ن) کی حکومت نے فراہم کئے اور ان میں 70 ہزار خواتین بھی شامل تھیں۔ میں نے آج ڈویلپمنٹ کی بات کی ہے اور میرا خیال ہے کہ اس میں ہم مل کر جائزہ لے سکتے ہیں کہ کیا صرف lip service سے کام چل جائے گا یا تین سال بعد آنکھیں کھلیں گی اور ہوش آئے گا تو کچھ عوام کا بھی سوچا جائے گا؟

جناب سپیکر! Agriculture کے متعلق آج کہہ رہے ہیں کہ بڑا boom آ گیا ہے، گندم کی فصل بڑی اچھی ہو گئی ہے، کاشت کاروں کو پیسا مل رہا ہے اور اس چیز کے بہت ڈھول پیٹے جا رہے ہیں تو اس کا جائزہ لینا ضروری ہو گیا ہے۔ اچھی بات ہے، گندم کی پیداوار bumper ہوئی ہے

لیکن یہ بھی دیکھنا چاہئے کہ اس میں کون سے عوامل شامل ہیں کہ گندم کی فصل bumper ہوئی۔ اس حوالے سے کہا جارہا ہے کہ کاشت کار کو فائدہ ہو گیا ہے اور ان کے وارے نیارے ہو گئے ہیں جبکہ حقائق کچھ اور بتاتے ہیں۔ یہ one- time affair تو ہو سکتا ہے اور قدرت کا کرشمہ ہو سکتا ہے کہ قدرت کو کاشت کاروں پر رحم آ گیا لیکن اصل بات یہ ہے کہ input cost which is key to competitiveness یعنی گندم کی قیمت میں 500 روپے کا اضافہ کیا گیا لیکن کسان کی جیب سے ٹیوب ویل پر ہماری حکومت کی طرف سے دی جانے والی سبسڈی withdraw ہوئی، کھادیں آج دو گنا مہنگی ہو گئی ہیں، کیڑے مار ادویات مہنگی ہو گئیں یعنی 500 روپے فی من گندم میں اضافہ کر کے کسان کی جیب میں ڈالتے ہیں اور دوسرے ہاتھ سے 800 روپے فی من ان کی جیب سے نکال لیتے ہیں تو کیا یہ ترقی ہے؟ (شیم شیم)

This is off record sustainable development تو یہ false ہے۔ اگر کسان کی واقعی مدد کرنی ہے تو input cost کو گھٹاؤ۔ 3.7 Trillion کا پیکیج ہم نے 10 سالوں میں کسانوں کو دیا جس کے باعث وہ اپنے پیروں پر کھڑے ہوئے۔ مجھے یاد آ رہا ہے کہ 2016 سے 2018 میں اگر میں غلط نہیں تو 0.5 فیصد گروتھ ریٹ تھا جسے ہم 3.4 فیصد تک لے کر آئے یعنی جو tangibles ہیں بنیاد سے کسان کو اٹھاؤ۔ یہ نہیں کہ crop آ گئی اور یہی وجہ ہے کہ اس کی flip side دیکھیں۔

جناب سپیکر! کپاس کی فصل میں کیا ہوا؟ کپاس کے seed germination جو ہیں وہ 80 فیصد سے کم ہو کر، میرے دوست وزیر خزانہ کپاس کے ریجن سے تعلق رکھتے ہیں تو seed germination جو ہے وہ 80 فیصد سے کم ہو کر 30 فیصد پر آ گئی۔ کپاس کی پیداوار 35 فیصد کم ہو گئی جو کہ پاکستان کی 30 سالہ تاریخ میں کم ترین ہے۔ ٹیکسٹائل انڈسٹری کی بات کریں تو صرف ٹیکسٹائل millers نے 321 ملین ڈالر جو مقامی کاٹن سے 15 فیصد مہنگی کاٹن ہے، کو درآمد کرنے کی مد میں ادا کیا۔ میں یہ بھی بتادوں کہ 18-2017 میں کاٹن کا بیج کسانوں کو مفت فراہم کیا جاتا تھا۔ کسان کو تو آپ نے قدرت کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا کہ crop اچھی ہو گئی، قدرت کو رحم آ گیا تو ٹھیک ہے input cost کے حوالے سے کسان چیخ رہا ہے جن میں ایک ایکڑ زمین والا کسان بھی

ہے، پانچ ایکڑ زمین والا کسان بھی ہے، مربعوں والے بھی ہیں۔ ایک ایکڑ والا کسان کیسے اپنی زندگی بسر کرتا ہے اور اس کا آپ خود بہتر اندازہ لگا سکتے ہیں۔

جناب سپیکر! ایک کلو گرام چینی کے حصول کے لئے غریب آدمی کو قطاروں میں کھڑے ہو کر انگوٹھے لگوانے پڑتے ہیں اور انہیں خوار ہونا پڑتا ہے۔ ان میں بوڑھے بھی ہیں، مائیں بھی ہیں، بیٹیاں بھی ہیں اور ستم ظریفی دیکھیں کہ "مافیاز، مافیاز، مافیاز" کی رٹ لگائی ہوتی ہے۔ حقائق سننے ہیں تو حوصلہ پیدا کریں کیونکہ 46 روپے فی کلو گرام چینی پہلے باہر بھیجی جاتی ہے جانتے بوجھتے ہوئے کہ acute shortage ہے لیکن اس کے باوجود 46 روپے فی کلو گرام چینی پہلے باہر بھیجی جاتی ہے اور پھر وہی چینی 96 روپے فی کلو گرام کے حساب سے واپس import کی جاتی ہے جس سے زرمبادلہ کا بڑا نقصان ہوا اور اس مد میں 300۔ ارب روپے کا ڈاکا ڈالا گیا۔

جناب سپیکر! سبسڈی کی بات کرتے ہیں اور سوالنامے آتے ہیں۔ آج کے وزیر اعلیٰ نے 3۔ ارب روپے کی سبسڈی دی۔ چار وزراء پر مشتمل کمیٹی بنی تو موصوف فرماتے ہیں کہ مجھے تو یاد ہی نہیں کہ میں نے کسی سمری پر دستخط کئے تھے۔ میں بتاتا ہوں کہ 2015 میں صوبہ سندھ نے چینی کی قیمت پر سبسڈی دی تو سندھ ہائی کورٹ میں رجوع کیا گیا اور 172 روپے فی من sugarcane کا rate مقرر ہوا۔ پنجاب میں 180 روپے فی من گنا تھا لیکن اس وقت کے وزیر اعلیٰ جناب شہباز شریف نے سبسڈی دینے سے انکار کیا اور حقائق بتا رہا ہوں کہ ہمارے اپنے خاندان کی ملوں کو ایک ارب روپے کا نقصان ہوا جس پر جناب شہباز شریف نے کہا کہ میرے خاندان کی ملوں کو نقصان ہوتا ہے تو ہو جائے لیکن میں سبسڈی نہیں دوں گا اور ہم نے صوبے کو سبسڈی نہیں دی۔ یہ کون سی باتیں کر رہے ہیں؟ یہ حقائق ہیں اور اگر آپ کہیں گے تو میں اس حوالے سے کاغذ دے دوں گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! زراعت، خوراک، آب پاشی، جنگلات اور فشریز پر 2018 میں allocation نہیں بلکہ خرچ کرنے والی رقم 44۔ ارب روپے تھی۔ موجودہ حکومت نے پچھلے سال 40۔ ارب روپے خرچ کئے۔ 2020 کے 10 ماہ میں خرچ کی جانے والی رقم 20۔ ارب روپے تھی اور آئندہ سال 70۔ ارب روپے رکھا ہے۔ یعنی 2020 کے سال میں 40۔ ارب روپے رکھے تو ہمیں

بھی ایسا فارمولا بتا دیں کہ 20 ۔ارب روپے 10 ماہ میں خرچ کئے اور باقی دو ماہ میں 20 ۔ارب روپے کیسے خرچ ہو گئے اور یہ جادو کی چھڑی یا فارمولا کیا ہے ہمیں بھی بتایا جائے۔

جناب سپیکر! انسان کیا ہوتا ہے، اللہ کی توفیق اور اس کے فضل و کرم سے انسان کو خدمت کرنے کا موقع ملتا ہے یعنی غریب کسان کی بات کر رہا ہوں، bumper crops کی بات نہیں کر رہا، پانچ ایکڑ سے کم 3 لاکھ 50 ہزار کاشت کاروں کو ہم نے 65 ہزار سالانہ فی ایکڑ خریف اور ربیع کی فصل کے لئے بلا سود قرضے دیئے جس سے کسان خوش حال ہوا۔ جس طرح میں نے گزارش کی کہ 2016 سے 2018 میں گروتھ ریٹ میں خاطر خواہ اضافہ ہوا۔

جناب سپیکر! لاہور کی سڑکیں ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہیں اور ان کی repair and maintenance کے لئے کچھ نہیں ہے وہاں کھڈے ہیں۔ ہم نے اللہ کے فضل و کرم سے "پکیاں سڑکاں تے سوکھے پینڈے" کی مد میں پورے پنجاب میں 84۔ارب روپے سے 8 ہزار کلومیٹر سڑکوں کا جال بچھایا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! عمران نیازی صاحب ہر speech میں stunted growth کی بات کرتے ہیں لیکن حقائق کچھ اور بتاتے ہیں۔stunted growth میں پنجاب کی شرح آج بھی 36 فیصد ہے اور KPK میں جہاں یہ آٹھ سال سے بیٹھے ہیں وہاں stunted growth کی شرح 48 فیصد ہے۔

معزز ممبران حزب اختلاف: شیم، شیم۔۔

قائد حزب اختلاف (جناب محمد حمزہ شہباز شریف): جناب سپیکر! یہ ہمیں stunted growth کا بھاشن دیتے ہیں۔ 10 سے 17 فیصد دیہی سیکٹر پر ٹیکس لگا دیا گیا ہے۔ آج میں "DAWN" یا "The NEWS" میں پڑھ رہا تھا economists کہہ رہے ہیں کہ ڈیری کی قیمتیں آسمان کو چھونے جا رہی ہیں۔ غریب کا بچہ بھی دودھ پیتا ہے اور امیر کا بچہ بھی دودھ پیتا ہے۔ یہاں پر آپ stunted growth کی بات کرتے ہیں تو اس پر بھی ذرا نظر ثانی کیجئے۔

جناب سپیکر! ہیلتھ بڑا اہم شعبہ ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہی وہ شعبہ ہے جہاں آپ خدمت کریں تو اس سے دنیا بھی ملتی ہے اور آخرت بھی ملتی ہے۔ 2018 میں ہمارا بجٹ 45۔ارب

روپے تھا اور اس بجٹ میں حکومت نے 84۔ ارب روپے بتایا ہے۔ یہ بھی سن لیں کہ پچھلے سال صحت کے لئے 30۔ ارب روپے مختص کئے گئے اور اس کو بڑھا کر 58۔ ارب روپے کر دیئے گئے لیکن حیرت کی بات یہ ہے کہ اپریل 2021 تک صرف 18۔ ارب روپے خرچ ہوئے۔ یہ مجھے بتا دیں کہ آخری 45 دنوں میں 40۔ ارب روپے کیسے خرچ ہو گئے؟

جناب سپیکر! اب میں وعدوں پر آتا ہوں۔ اس حکومت نے کہا تھا کہ ہم 9 جدید ہسپتال بنائیں گے۔ یہ میں پچھلے سال کی بات کر رہا ہوں۔ انہوں نے کہاں بنانے تھے، وہ انہوں نے لیہ، لاہور، میانوالی، رحیم یار خان، بہاولپور، ڈی جی خان، ملتان اور راجن پور میں بنانے تھے۔ تین سال گزر گئے ہیں میں پوچھتا ہوں کہ یہ ہسپتال کہاں ہیں اور کتنے لوگ ان ہسپتالوں میں زیر علاج ہیں؟ ستم ظریفی یہ ہے کہ مسلم لیگ (ن) نے hospitals and medical colleges بنائے۔ یہ ہم نے سیالکوٹ میں بنائے جہاں اس کی پوری بلڈنگ تیار پڑی ہے، گوجرانوالہ میں بلڈنگ مکمل ہے، ڈی جی خان میں بلڈنگ مکمل ہے اور ساہیوال میں بلڈنگ مکمل ہے لیکن ان میں کوئی پیشرفت نہیں کی گئی۔ میں وزیر خزانہ کو ضرور کہوں گا کہ بہاولنگر کا میڈیکل کالج نہایت سست روی کا شکار ہے اس پر ضرور توجہ دی جائے تاکہ وہ مکمل ہو۔ یہ وہی Southern Punjab کا ڈسٹرکٹ ہے جس کا صوبہ بنانے کا آپ نے وعدہ کیا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ The taste lies in the pudding یعنی ہم نے ایک ادارہ Pakistan Kidney and Liver Institute (PKLI) بنایا تھا۔ ہم نے 19۔ ارب روپے سے 800 بیڈز کا ہسپتال بنایا تھا جو next phase میں 1500 بیڈز کا ہونا تھا۔ آج ہمارے صوبے میں 40 فیصد کڈنی، لیور اور یورالوجی سے related بیماریاں ہیں جن کا علاج under one roof ہونا تھا۔ مجھے یاد ہے کہ لوگ اپنے پیاروں کا علاج کروانے کے لئے ہندوستان اور چائینا کے ویزے کے لئے مارے مارے پھرتے تھے اور جب ان کا ویزا لگ جاتا تھا تو وہ خدا کا شکر ادا کرتے تھے۔ آج دو سال میں اس Kidney and Liver Transplant Institute میں جہاں ہم باہر سے ڈاکٹروں کو لے کر آئے تھے، یہ کہتے ہیں کہ brain drain ہو رہا ہے۔ یہاں باہر سے ڈاکٹرز کام کرنے کے لئے آئے لیکن انہوں نے mishandling سے ان کو بھگا دیا۔ اب اس ملک میں کون آئے گا؟ دو سالوں میں صرف 27 گردوں اور 7 livers کے transplant ہوئے۔ یعنی 19۔ ارب روپے کے state of the art منصوبے میں دو سالوں میں 27 گردوں اور 7

livers کے transplant ہوئے۔ شیخ زید ہسپتال جس میں فنڈز کی کمی ہے اس نے دو سالوں میں ڈیڑھ سو گردے کے transplant کر دیئے۔ کتنی زیادتی ہے کہ ایک state of the art منصوبہ جہاں غریب مریض کا علاج ہوتا تھا اور لوگ انڈیا اور چائینا کے ویزے کے لئے دھکے کھاتے تھے کہ ہمارے پیارے کو زندگی مل جائے اس کا گردہ یا livers transplant ہو جائے ان کا یہاں اس ملک میں علاج ہوتا تھا لیکن ان لوگوں کو اتنی بڑی سہولت سے محروم کر دیا گیا۔ یہ صرف بغض میں کیا گیا۔

جناب سپیکر! میں ان لوگوں سے کیا کہوں، اس صوبے میں کینسر کی دوائیاں مفت ملا کرتی تھیں لیکن آج کینسر کے مریض ہسپتالوں میں مارے مارے پھرتے ہیں اور ہسپتالوں کے دھکے کھاتے ہیں ان کو کینسر کی دوائی نہیں ملتی۔

ایک معزز خاتون ممبر: یہ جھوٹ ہے۔

قائد حزب اختلاف (جناب محمد حمزہ شہباز شریف): جناب سپیکر! آپ نے commitment کی تھی یہ پھر وہاں سے cross talk ہو رہی ہے۔ اگر آپ فرماتے ہیں تو میں بیٹھ جاتا ہوں۔ آپ نے شروع میں یہ بات کی تھی کہ میں اس پر پہرہ دوں گا۔

جناب سپیکر: یہاں سے کون ممبر بول رہی تھیں۔۔؟ اب میں دوبارہ کہتا ہوں کہ مہربانی کریں اور کوئی cross talk نہ کرے۔ جی، آپ بات کریں۔

قائد حزب اختلاف (جناب محمد حمزہ شہباز شریف): جناب سپیکر! شکریہ۔ 84 فیصد دوائیاں مفت ملتی تھیں آج پنجاب میں 50 لاکھ شہری گردے کے مریض ہیں جن میں 5 لاکھ dialysis کے ہیں۔ پہلے dialysis کی سہولت مفت ہوتی تھی لیکن آج لوگ اس سہولت کو حاصل کرنے کے لئے دھکے کھاتے ہیں لیکن ان کو dialysis مشین مہیا نہیں ہوتی۔ میں ان کو بتاتا ہوں کہ خدمت کیا ہوتی ہے۔ ہم نے بجٹ کا ساڑھے 14 فیصد حصہ صحت کے لئے مختص کیا، 40 تحصیل ہیڈ کوارٹرز، 26 ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹرز ہسپتالوں کی تجدید کی اور ہیپاٹائٹس کنٹرول پروگرام install کیا۔ Punjab Health Management Facility بنائی، موبائل ہیلتھ یونٹ راولپنڈی، ملتان، فیصل آباد اور بہاولپور میں بنائے۔ بین الاقوامی معیار کی ڈرگ ٹیسٹنگ لیبارٹریز بنائیں۔ ایک

زمانہ تھا کہ spurious drugs شہروں میں بہت عام ہو گئی تھیں۔ ڈرگ ٹیسٹنگ لیبارٹری کی تجدید لاہور میں کروائی اور ڈرگ ایکٹ پاس کروایا جس سے جعلی ادویات کا قلع قمع کیا گیا۔ یہ حقائق ہیں کہ پی ٹی آئی کے دور میں lifesaving drugs کئی مہینوں سے لوگوں کو میسر نہیں تھیں۔ یہ میں facts کی بات کر رہا ہوں۔ ہم نے سپیشلائزڈ ہیلتھ کیئر کے شعبے میں 25.6۔ ارب روپے کا ترقیاتی بجٹ چھوڑا۔ یہ facts ہیں۔ میں نے کہا تھا کہ ہر چیز کو پرکھنے کے لئے ایک yardstick ہوتی ہے۔ ہم نے 18-2016 میں سرکاری ہسپتالوں میں 3 ہزار 700 بیڈز کا اضافہ کیا۔ آج کی حکومت نے لاہور شہر میں نواز شریف سوشل سکیورٹی ہسپتال میں 100 بیڈز کی کمی کر دی یعنی 500 سے 400 بیڈز کر دیئے اور دوسری طرف اعلان کیا ہے کہ ہم لاہور میں 1 ہزار بیڈز کا ہسپتال بنائیں گے یعنی اس کو کہتے ہیں کہ پیچھا چوڑ آگے دوڑ، اسی شہر لاہور میں ایک گارڈ نے ڈاکٹر بن کر مریضہ کی سرجری کی اور 14 دن بعد مریضہ اللہ کو پیاری ہو گئی یعنی رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ کسی کو بیمار نہ کرے۔ کیا انکوائری ہوئی، کیا معاملہ ہوا اور یہ ہے ہمارا سب کا پنجاب۔ اب آپ یہ دیکھیں، ابھی کورونا کی بات آپ بھی کر رہے تھے یعنی دنیا کورونا سے لڑ رہی ہے اور ہزاروں لوگ اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو گئے ہیں لیکن ہماری کورونا کی vaccination کی جو رفتار ہے اس میں بھی ہمارا Guinness Book of World Record میں نام آنا چاہئے۔ وہ رفتار کیا ہے 1.28 فیصد، ہماری آبادی کیا ہے 22 کروڑ یعنی تین خطرناک جان لیوا Corona waves کے بعد 22 کروڑ کے ملک میں آج تک جو vaccination ہوئی ہے وہ صرف 28 لاکھ لوگوں کی ہوئی ہے۔ اس پر بھی ہمیں بتائیں؟ یہ WHO کہتا ہے اور میں نہیں کہتا کہ 70 فیصد کورونا ویکسین ہونی چاہئے وہ بھی herd immunity کے لئے، اگر اس رفتار سے چلیں گے تو 17 سے 18 سال میں پوری قوم vaccinations سے مستفید ہو جائے گی تو میں یہ fruitful thought چھوڑ چلا ہوں۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ ایجوکیشن جو کسی بھی ایک developing country کا way forward ہونا چاہئے تو اس پر جتنی توجہ دی جائے کم ہے۔ ہم ہائر ایجوکیشن کے حوالے سے ہر روز اساتذہ کو سڑکوں پر دیکھتے ہیں، خیبر پختونخوا کے Deans دوہائیاں دے رہے ہوتے ہیں کہ ہمارے بجٹ میں کٹ لگ گیا اور ہمیں تنخواہیں نہیں ملیں۔ چین میں پاکستانی بچے دوہائیاں دیتے ہیں کہ ہمیں

بھجوایا گیا تھا لیکن ہمیں پیسے نہیں مل رہے۔ جن کا نام لے کر ہماری زبانیں نہیں تھکتی تھیں کہ یوتھ، یوتھ، یوتھ تو اس یوتھ کا یہ حال ہے۔ میں نے آپ سے کہا ہے کہ میں rhetoric میں نہیں جاؤں گا بلکہ fact پر بات کروں گا۔ ہائر ایجوکیشن کی بات کر لیں یعنی 18-2017 میں ہائر ایجوکیشن کا بجٹ مسلم لیگ(ن) کی حکومت میں 18 بلین روپے تھا اور 2018 میں اس کو کم کر کے 5۔ارب روپے کر دیا گیا۔ 2019 میں یہ 7.3۔ارب روپے تھا پھر 2020 میں 4 بلین روپے کر دیا گیا۔ چلیں اس بات کو بھی چھوڑیں اگر آپ تین سالوں کا ہائر ایجوکیشن کا بجٹ اکٹھا کر لیں یا جمع کر لیں تو یہ 16۔ارب روپے بنتا ہے وہ بھی 18-2017 سے کم ہے جو ہم 18۔ارب روپے چھوڑ کر گئے تھے اس سے اندازہ ہونا چاہئے کہ تعلیمی ترجیحات میں ہماری حکومت کہاں کھڑی ہے۔ مسلم لیگ(ن) کی حکومت نے صوبے میں 34۔ارب روپے کی خطیر رقم تعلیم پر خرچ کی اور موجودہ حکومت نے تین سال بعد 2021 میں تعلیم کی مد میں 26۔ارب روپے کی رقم خرچ کی پھر 2022 کے لئے 42۔ارب روپے مختص کی تو ہم نے 2018 میں جو رقم رکھی تھی تو اگر آپ افراط زر کا حساب لگائیں تو یہ رقم اس سے بھی کم بنتی ہے۔ 18-2017 میں ورلڈ بنک کی رپورٹ کے مطابق میں جب مسلم لیگ(ن) کی حکومت تھی تو 93 فیصد سکولوں میں بنیادی سہولتیں مل رہی تھیں اور سکول آراستہ تھے۔(نعرہ ہائے تحسین)

زیور تعلیم پروگرام کے تحت جنوبی پنجاب میں 16 اضلاع میں 6 لاکھ بچیوں کو وظائف دیئے گئے۔ PEEF کے 16۔ارب روپے کے سالانہ بجٹ سے 4 ہزار 3 سو سکولز جو نسبتاً کمزور تھے ان کو اپ گریڈ کیا گیا اور 28 لاکھ بچے ان سکولوں سے مستفید ہوئے۔ یہ وہ سکولز تھے جہاں پر پانچ پانچ بچے داخل ہوتے تھے لیکن ہماری محنت سے 500 تک پہنچ گئے۔ یہ میں نہیں کہہ رہا بلکہ "The Economist" بین الاقوامی جریدے نے کہا ہے جس میں کہا گیا کہ پنجاب میں سکولز ریفارمز جس تیزی سے کئے جا رہے ہیں یہ اپنی مثال آپ ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)۔

جناب سپیکر! ہم نے ساڑھے تین لاکھ طلباء میں لیپ ٹاپ تقسیم کئے۔ میں دو تین مثالیں دوں گا کہ اس پروگرام سے مستفید ہونے ایک طالب علم جس کا والد رنگ ساز تھا آج وہ ورجینیا امریکہ میں سرجن بن رہا ہے۔ دور دراز علاقے یزمان پھر وہی ساؤتھ پنجاب میں سینٹری ورکر کا بیٹا شامون، اس کا والد بنک میں سینٹری ورکر ہوا کرتا تھا اور جس بنک میں اس کا والد سینٹری

ورکر تھا آج اس کا بیٹا اس بنک میں منیجر ہے یہ ہیں اصل حقائق جو خود بولتے ہیں ان کے لئے ترجمانوں کی فوج نہیں رکھنی پڑتی۔(نعرہ ہائے تحسین)

دنیا کی پچاس بہترین یونیورسٹیز میں ہم نے ماسٹر اور پی ایچ ڈی کے انٹرنیشنل سکالرشپ دیئے۔ اینٹوں کے بھٹوں پر کام کرنے والے 80 ہزار بچوں کو تعلیم سے وابستہ کیا اور پوزیشن ہولڈرز بچوں کو جرمنی، ترکی اور برطانیہ کے تعلیمی دورے کرائے اور گارڈ آف آنرز دلوائے۔ اس حکومت نے وظائف روک لئے، گارڈ آف آنرز کیا دلوانے تھے اساتذہ اور بچوں پر پرچے کٹوائے۔ 2012 میں بلوچستان کے طلباء پنجاب کی 11 یونیورسٹیز میں 500 سے زائد بلوچ طالب علم مستفید ہوئے لیکن انہوں نے بہاءالدین زکریا یونیورسٹی میں زیر تعلیم بلوچ طلباء کو سڑکوں پر دھرنے پر مجبور کر دیا۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، قائد حزب اختلاف اپنی بات جاری رکھیں۔

قائد حزب اختلاف(جناب محمد حمزہ شہباز شریف): جناب سپیکر! ہم نے پنجاب میں ایچیسن کالج کے مقابلے کے 16 دانش سکول بنائے۔ جنوبی پنجاب میں بہاولنگر، رحیم یار خان، ڈی جی خان اور راجن پور میں 12 دانش سکول بنائے۔ دانش سکول کا بجٹ 2018 میں 3۔ارب روپے تھا جو بدقسمتی سے اس حکومت نے کٹ لگا کر 1۔ارب روپے کر دیا۔ آج اساتذہ سڑکوں پر ہیں، ہم نے 2لاکھ 10 ہزار اساتذہ کو NTS کے ذریعے recruit کیا۔ انہوں نے شام کی کلاسیں اور دن کو چلنے والے PEEF سکولز بند کر دیئے۔ تین برسوں سے PEEF کے اساتذہ ہڑتالوں اور احتجاج پر ہیں۔

جناب سپیکر! میں گزارش کروں گا کہ چھ نئی یونیورسٹیز بنی تھی، کہاں بنی تھیں مری میں، چکوال میں، میانوالی میں، بھکر میں، راولپنڈی میں اور ننکانہ صاحب گرونانک یونیورسٹی، کوئی بتا سکتا ہے کہ ان یونیورسٹیوں کا کیا ہوا؟ تین سالوں میں کتنی enrolments ہوئیں؟ اس کا سادہ سا جواب ہے نہیں، یہ بھی ایک ڈھکوسلا تھا۔ گزارش یہ ہے کہ یہ ایسا ہی ڈھکوسلا تھا جیسا کہ گورنر ہاؤس کی دیواریں گرا کر یونیورسٹی بنانا تھا یا وزیراعظم ہاؤس کو یونیورسٹی بنانا تھا۔

جناب سپیکر! میں لاء اینڈ آرڈر کی بات کرنا چاہتا ہوں جس طرح آج کل اخبارات میں دن دیہاڑے ڈاکے اور چوریاں دیکھنے کو ملتی ہیں۔ 2018 میں مسلم لیگ (ن) کی حکومت نے امن وعامہ کے لئے 9۔ارب روپے کی خطیر رقم رکھی تھی جب کہ مالی سال 2021 میں پی ٹی آئی کے دور میں صرف 2.2۔ارب رپے کی رقم مختص کی گئی ہے اور 2021 کے 10 ماہ میں صرف 39 کروڑ روپے خرچ ہوئے ہیں اس لفاظی کے معاملے کو، facts and figures کو بھی چھوڑ دیں یعنی آج بھی یہاں بیٹھے ہوئے لوگوں کو ساہیوال کا جو سانحہ ہوا تھا ایک بچی کے سامنے اُس کے ماں باپ کو گولیوں سے چھلنی کر دیا گیا، بچی ہاتھ جوڑتی رہی دوہائیاں دیتی رہی میں یہ بات صرف تنقید برائے تنقید نہیں کر رہا میں کوٹ لکھپت میں اُس کے گھر گیا، اُس کے ٹوٹے مکان میں رات کو میں نے اُس کی آنکھوں میں جو خوف دیکھا تھا کہ اُس کے ماں باپ کو اُس کے سامنے گولیوں سے چھلنی کیا گیا مجھے اُس رات نیند نہیں آئی تھی کیوں کہ میری بھی ایک بچی ہے اور مجھے وہ وقت نہیں بھولتا کہ اُس وقت آج کے وزیر اعلیٰ اور وزیر اعظم نے اُس جگہ جانے کی بجائے اُس بچی کے آنسوں پونچھنے کی بجائے اُس کو 7 کلب، 8 کلب میں طلب کیا میں آج بھی اخبار کی وہ تصویر دیکھتا ہوں کہ ٹانگ پر ٹانگ رکھ کر اُس بچی کو چیک دیا اور کہا جاؤ۔ آج تک کیا انکوائری ہوئی، کتنے heads roll ہوئے، کتنے لوگوں کو example بنایا گیا کچھ پتا نہیں؟

جناب سپیکر! ابھی اُس بچی کے آنسو نہیں سُوکھے تھے کہ رِنگ روڈ کا واقعہ ہوا اور ستم ظریفی یہ ہے یہ واقعہ رونما ہونے کے پیچھے جو حقائق ہیں کہ دو سال سے وہاں پر security تعینات نہیں تھی کسی کو یہ پروا نہیں تھی کہ وہاں security ہوتی تو شاید یہ واقعہ نہ ہوتا، بچوں کے سامنے ماں کا ریپ کیا گیا۔ میں کوئی credit نہیں لینا چاہتا، پنجاب کی زینب ہو یا خیبر پختونخواہ کی عاصمہ ہو سینکڑوں لوگوں کے ٹیسٹ ہوئے اور اگر 2۔ارب روپے سے state of the art Forensic Lab جو مسلم لیگ (ن) کی حکومت نے بنائی تھی وہ نا ہوتی تو زینب اور عاصمہ کے قاتل کیسے کیفر کردار تک پہنچتے؟ آپ ضرور آپ اپنا فوٹو شوٹ کروائیں، آپ کے ادارے ہیں مسلم لیگ (ن) ان کو گھر نہیں لے کر گئی لیکن کیا جو میں نے آپ کو دو دل خراش واقعات بتائے ہیں رنگ روڈ کا واقعہ اور ساہیوال کا واقعہ تو ان کے بعد آنکھیں کھل جانی چاہئیں تھیں، ہوش کے ناخن لینے چاہئیں تھے لیکن آج تکلیف سے کہنا پڑتا ہے کہ جس Safe City Authority سے کریمینل کو بھی پکڑا جاتا ہے اور ٹریفک اشاروں کی violation کرنے والوں کو بھی پکڑا جاتا

ہے،face expressionsکی جوimaging کرتا ہے آج کے دن جب میں آپ سے مخاطب ہوںSafe City Authorityکے 8ہزار کیمروں میں سے 3ہزار کیمرے بند پڑے ہیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "شیم شیم" کی نعرے بازی)

جناب سپیکر! سمجھ آتی ہے کہ ہم نے امن عامہ کے لئے 9 ۔ارب روپے رکھے، انہوں نے اس کے لئے 2.2۔ارب روپے رکھے اس سے فرق صاف ظاہر ہے۔میں گزارش کرتا چلوں کہ ہمیں طعنہ ملتا تھا کہ پولیس ان کے گھر کی لونڈی ہے تو جوڈی پی او پاکپتن کیtransferکا معاملہ ہے جس کا کسی چھوٹی عدالت نے نہیں بلکہ سپریم کورٹ نے نوٹس لیا وہ اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ پولیس کتنی سیاست زدہ ہو چکی ہے۔

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر: جی، فرمائیں۔ قائد حزب اختلاف اپنی بات جاری رکھیں۔

قائد حزب اختلاف(جناب محمد حمزہ شہباز شریف): جناب سپیکر! آج کے دن تک ان تین سالوں میں 14ہزار سے زیادہ قتل کے واقعات ہو چکے ہیں،480بچوں کے ساتھ جنسی زیادتی ہو چکی ہے،40ہزار سے زیادہ اغوا کے واقعات ہو چکے ہیں لیکنSafe Cityکے 8ہزار میں سے 3ہزار کیمرے اندھے ہو چکے ہیں یہSafe Cityکے کیمرے اندھے نہیں قانون اندھا ہو چکا ہے۔بے حسی چھائی ہوئی ہے میں نے کبھی نہیں کہا لیکن آج اگر اس ایوان میں یہ سچی کڑوی بات نہیں کروں گا تو کہاں کروں گا کیوں کہ میں صوبے کے 12کروڑ لوگوں کو جوابدہ ہوں۔احتساب کا نعرہ لگانے والوں کی چھتری تلے کرپشن اور رشوت کا بازار گرم ہے اورfront man dealکے ذریعے DCs, DPOsاور Assistant Commissionersتعینات ہوتے ہیں۔صاف چلی شفاف چلی ،تحریک انصاف چلی،توTransparency Internationalنے اس پر سے بھی پردہ اُٹھا دیا کہ پاکستان کرپشن میں 4درجے ترقی کر گیا ہے پاکستان 117نمبر سے 124نمبر پر پہنچ گیا ہے ایسے نہیں پہنچا میں الزام نہیں لگاتا لیکن تین باتیں کروں گا یہ بھی اس لئے کہ facts آپ کو بتانے چاہئے بعد میں شرم ساری ہوتی ہے لیکن یہ تو مثالیں ہیںDFIDکا الزام لگایا گیا کہ جی 500ملین ڈالر کھا گئے، یہ آپ بھی جانتے ہیں کہ برطانیہ جیسے ملک نے اتوار والے دن دفتر کھولا اور اس خبر کی تردید کی تو

ثابت ہوا کہ یہ صرف جھوٹ کا پلندا تھا معاملہ یہاں نہیں رُکا، میٹرو بس ملتان کے بارے میں کہا گیا کہ 10۔ارب روپے کا گھپلا ہوا ہے تو کسی مسلم لیگ کے ایم این اے یا ایم پی اے نے نہیں چائنہ کے سفارت خانے نے تردید کی، جھوٹ کی بھی کوئی حد ہوتی ہے ہر وقت جھوٹ سے کام نہیں چلتا۔

جناب سپیکر! میں ذمہ داری سے کہتا ہوں کہ جھوٹ سے 12 کروڑ کے صوبے کے لوگوں کا پیٹ نہیں بھرتا جو آج بھوکے ہیں، کسان بھوکا ہے، مزدور بھوکا ہے تین سال ہو گئے ہیں اب جھوٹ سے آگے بڑھنا پڑے گا ورنہ لوگ آپ کا احتساب کریں گے، آپ کا گریبان پکڑیں گے۔ ہمارے دور میں قتل اور اغوا کی وارداتوں میں 30 فیصد کمی ہوئی، ڈکیتی و قتل کی وارداتوں میں 63 فیصد کمی ہوئی ،دہشت گردوں کے خلاف 4 ہزار 7 سو خُفیہ آپریشن ہوئے۔ ہم نے state of the art CTD کا ادارہ بنایا جو آج بھی راجن پور کے علاقے میں لادی گینگ کے خلاف آپریشن کر رہا ہے شکلیں بدل جاتی ہیں عہدے چلے جاتے ہیں اچھے کام یاد رہتے ہیں۔ میری اتنی گزارش ہے کہ ہمیں ایک ذمہ دار اپوزیشن اور ذمہ دار حکومت کا ثبوت دینا ہو گا ورنہ وقت بڑی تیزی سے نکلا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر! آپ کا بھی اور اس ایوان کا بھی وقت بہت قیمتی ہے لیکن میں صوبے کا اپوزیشن لیڈر ہوں 12 کروڑ عوام کو جوابدہ ہوں تو میں تھوڑا وقت اور لوں گا لوکل گورنمنٹ کے کسی زمانے میں آپ بھی منسٹر ہوا کرتے تھے تو لوکل گورنمنٹ کو بلا وجہ یعنی ابھی میعاد رہتی تھی اُن کو ہٹایا گیا صرف اس لئے کہ یہ مسلم لیگ (ن) کے عہدیدار ہیں۔58 ہزار directly elected local bodies نمائندوں کو چلتا کیا گیا، کس وعدے پر کہ ہم الیکشن کروائیں گے کہ اگلے سال لوکل باڈیز کا الیکشن ہو گا، تو نہ کبھی وہ دن آیا، نہ الیکشن ہوا۔ سپریم کورٹ نے 25 مارچ کو ہدایت دی کہ لوکل باڈیز کو بحال کیا جائے لیکن کچھ بھی نہ ہوا اور اس بجٹ میں بھی لوکل باڈیز کے لئے کوئی فنڈ نہیں رکھا گیا۔ آپ بھی لاہور میں رہتے ہیں۔لاہور شہر میں 150 ملین ڈالر کی investment Solid Waste Management کے حوالے سے کی گئی اور تقریباً 107 ملین بچائے گئے اور اس کی بدولت 5 ہزار ٹن کوڑا روز dispose of ہوتا تھا۔ اس منصوبے کو بھی بغیر سوچے سمجھے ختم کر دیا گیا اور کہا گیا کہ اس منصوبے میں کرپشن ہوئی ہے۔ تین سالوں میں 7 ایم ڈیز کو تبدیل کیا گیا۔ ترک کمپنی کے ساتھ کنٹریکٹ ختم کر دیا گیا اور مشینری confiscate کر دی گئی اور پھر وہ کمپنی کورٹ میں چلی گئی اس حوالے سے آپ بھی جانتے ہیں اور میں بھی جانتا ہوں کہ ترکی جیسے دوست ملک کو جن کے چہرے پر

پاکستانی کا نام سن کر خوشی آجاتی ہے انہوں نے بھی اس چیز کو breach of trust قرار دیا۔ یعنی it was a cause of national embracement اور واویلا کر کے اسی اسمبلی میں کہا گیا کہ نہیں، نہیں ہم نے دیکھا ہے کہ Solid Waste Management میں کرپشن ہوئی ہے۔ کیا آج آپ اور یہ پورا ایوان اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر کبھی یہ نہیں کہے گا کہ لاہور تعفن زدہ ہے؟ لاہور شہر میں جگہ جگہ کوڑے کے ڈھیر پڑے ہیں، ہسپتالوں کے ویسٹ پڑے ہیں جس کی بدولت شہریوں کا سانس لینا دشوار ہے۔ آپ دیکھیں کہ کتنے کوڑا فری ڈے منائے گئے لیکن آج تک کوڑا وہیں کا وہیں پڑا ہے تو خدارا ایسے اداروں کے ساتھ کھلواڑ تو نہ کریں۔ ہم کو خوشی ہوتی اگر آپ اس سے بہتر کوئی سستا منصوبہ لے کر آتے اور اس کے بعد اس منصوبے کو ختم کرتے۔ آپ نے آج شہریوں کو ان کے حال پر چھوڑ دیا ہے۔ جہاں بھی دیکھو ہر جگہ کوڑے کے ڈھیر پڑے ہیں۔ لاہور کبھی باغوں کا شہر ہوا کرتا تھا اور یہاں پر دن رات صفائی ہوا کرتی تھی۔

جناب سپیکر! ہمارے لئے خواتین بہت اہم ہیں۔ ہم نے خواتین کو تحفظ اور وراثتی حقوق دینے کے حوالے سے قانون سازی کی اور Punjab Commission on the Status of Women قائم کیا۔ Violence Against Women Center جو کہ ملتان میں بنایا گیا آپ یقین مانیں کہ یہ پسماندہ عورتوں کی زندگیوں میں ایک انقلاب لے کر آیا۔ 24 گھنٹے عورتوں پر تشدد کے حوالے سے تفتیش ہوتی تھی، قانونی چارہ جوئی ہوتی تھی اور انصاف کا حصول ایک ہی چھت کے نیچے میسر ہوتا تھا۔ 2018 تک تین ہزار کیسز ہم نے نبٹائے لیکن آج اس ادارے کی خواتین تنخواہیں لینے کے لئے دھائیاں دے رہی تھیں۔ یعنی اگر آپ کو مسلم لیگ (ن) کی حکومت اچھی نہیں لگتی اور آپ اس کے ساتھ بغض رکھتے ہیں تو آپ مسلم لیگ (ن) سے اچھا کام کر کے دکھائیں نہ کہ آپ مسلم لیگ (ن) کے منصوبے ختم کرتے جائیں، جیسا کہ آپ نے Solid Waste Management کا منصوبہ ختم کر دیا گیا کہ جی یہ منصوبہ مسلم لیگ (ن) کا تھا اس لئے اس کو بند کر دو اور شہریوں کو تعفن میں مبتلا کر دو اور لاہور شہر کو کوڑے میں ڈبو دو۔

(معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! پنجاب کی خواتین ہماری مائیں بہنیں ہیں آج ان کا کوئی پرسان حال نہیں ہے۔ ہم نے خواتین کا تمام مشاورتی کمیٹیوں میں کوٹہ رکھا۔ Marriage Deed میں اصلاحات کیں۔ میں اقلیتوں

کو اقلیت کہتا ہی نہیں بلکہ میں ان کو پاکستانی کہتا ہوں اور ہم نے ان کو سرکاری نوکریوں میں 5 فیصد کوٹہ دیا اور 2 فیصد کوٹہ تعلیمی اداروں میں متعارف کروایا۔ 2018 میں سکھ میرج ایکٹ متعارف کروایا۔ پوری دنیا میں پہلی مرتبہ سکھ میرج ایکٹ متعارف کروایا گیا لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ تین سال میں تھوک کے حساب سے Bill pass کئے لیکن اس ایکٹ کے آج تک رولز آف بزنس نہیں بنائے گئے۔ میں یہ بھی بتاتا چلوں کہ مسلم لیگ (ن) کی ہی حکومت نے 1999 میں کرتار پور راہداری کا initiative لیا تھا۔ صوبہ بھر میں ننکانہ صاحب، پنجا صاحب، حسن ابدال، رنجیت سنگھ کی مڑی اور متعدد گردواروں میں 5 سے زیادہ کمروں کی تعمیر کروائی تاکہ سرحد پار سے جو ہمارے سکھ یاتری آتے ہیں ان کو سہولیات مہیا ہو سکیں۔ یہی وجہ تھی کہ ہم GST plus status میں گئے تھے۔ مگر آج پھر وہی یورپین یونین پاکستان کے خلاف اقلیتی حقوق کی پامالی کی بنیاد پر قرارداد پیش کرتی ہے اور 681 ممبران اس قرارداد کے حق میں ووٹ دیتے ہیں اور صرف 6 ممبران اس قرارداد کو abstain کرتے ہیں تو یہ حالت زار ہے۔ اس معاشرے میں special persons اتنے ہی اہم ہیں جتنے کہ دوسرے افراد ہیں۔ ہم نے 2 لاکھ افراد کو خدمت کارڈ دیئے اور ان کا 3600 روپے ماہانہ وظیفہ مقرر کیا۔ پنجاب کے تعلیمی اداروں میں ان کے داخلے کے لئے عمر کی حد ختم کر دی گئی۔ اعلیٰ تعلیم پی ایچ ڈی اور ایم فل کے لئے ان کی خصوصی نشست مقرر کی گئی۔ آج میٹرو بس کا ذکر تو کرنا پڑے گا کیونکہ اس کا دوسرا نام جنگلہ بس ہے وہ بھی ہمیں یاد آتا ہے کون کہتا تھا جنگلہ بس اس کو بھی پتا ہے۔ میرے پاس وقت کم ہے میں بات کو سمیٹنے کی کوشش کروں گا۔ ملتان، راولپنڈی اور لاہور میں 100۔ارب روپے کی لاگت سے ہم نے 3 میٹرو بسیں بنائیں اور ہم نے 406۔ارب روپے کی بچت کی ۔ یہ میٹرو بس نہیں بلکہ یہ غریب آدمی کی سواری ہے۔ جب میٹرو بس کا ذکر ہو تو پھر BRT میٹرو بس پشاور کا ذکر کرنا تو بنتا ہے۔ ہم نے 100۔ارب روپے میں تین میٹرو بسیں بنائیں اور BRT پشاور کا تخمینہ 100 ارب سے بڑھ چکا ہے۔ ہمیں طعنے دینے والے سن لیں پشاور میٹرو بس 27 کلومیٹر کا منصوبہ تھا۔ Asian Development Bank نے اس منصوبے کے ناقص ہونے کی نشاندہی کی۔ خیبر پختونخوا کی نااہلی اور غفلت کی نشاندہی کی۔ خیبر پختونخوا حکومت کی اپنی رپورٹ کے مطابق اس میں اربوں روپے کا غبن ہوا۔ Asian Development Bank نے 22 مثالیں دیں کہ ان کی feasibility غلط تھی۔ دسمبر 2019 میں پشاور ہائی کورٹ نے کہا کہ 45 دن میں اس کی تحقیقات ہونی

چاہئیں۔ اب ماجرہ کہاں آ کر رک گیا کہ یہ stay order کے پیچھے چھپے ہوئے ہیں اور تحقیقات نہیں ہونے دے رہے۔ یہ اسی طرح ہے کہ خیبر پختونخوا میں احتساب کا ادارہ بند کر دیا گیا اور ہمیں روز احتساب کا بھاشن دیا جاتا ہے۔ جہاں میٹرو بس کا ذکر ہو گا وہاں اورنج لائن ٹرین کا ذکر بھی ضرور ہو گا۔ ہم نے سی پیک منصوبے میں 21۔ارب روپے کی بچت کی۔Exim Bank سے اڑھائی فیصد کم شرح پر loan لیا لیکن 22ماہ کی تاخیر کی وجہ سے 11۔ارب روپے کا نقصان cost overrun کی وجہ سے ہوا۔ 65ہزار مسافر روزانہ اورنج ٹرین میں سفر کرتے ہیں اور دو گھنٹے کا سفر صرف 45منٹ میں طے ہوتا ہے۔Carbon emission میں 145ہزار ٹن کمی واقع ہوئی جس کی وجہ سے لاہور شہر کی آلودگی میں کمی واقع ہوئی۔ ایک نامور صحافی نے لکھا تھا کہ بجلی اتنے ہزار میگاواٹ ہے اور اس کی ڈیمانڈ اتنے ہزار میگاواٹ ہے اور اتنی اضافی بجلی موجود ہے۔ 12ہزار میگاواٹ بجلی کے منصوبے مسلم لیگ(ن) نے لگائے اور 16،16 گھنٹے کی لوڈشیڈنگ ختم کی۔ میں آج پوچھنا چاہتا ہوں کہ آج تین سال بعد 12،12 گھنٹے کی لوڈشیڈنگ کیوں ہو رہی ہے، کیوں اس جون کی گرمی میں لوگوں کے صبر کا امتحان لیا جا رہا ہے؟ ہر روز یہ ڈھکوسلا ہوتا ہے کہ کل ٹھیک ہو جائے گا اور پرسوں ٹھیک ہو جائے گا۔ نقل کے لئے بھی عقل کی ضرورت ہوتی ہے۔ پنجاب میں پہلی مرتبہ 6242ہزار میگا واٹ کے بجلی کے منصوبے لگائے گئے۔ یہ کاغذی منصوبے نہیں تھے بلکہ بھکھی پاور پلانٹ 1156 میگاواٹ، تریموپاور پلانٹ 1263 میگاواٹ، ساہیوال کول پلانٹ 320 میگاواٹ، حویلی بہادر شاہ پاور پلانٹ 1260 میگاواٹ، قائداعظم سولر پاور پلانٹ 100 میگاواٹ، بلوکی پاور پلانٹ 1196 میگاواٹ اور اربوں روپے کی بچت ہوئی پھر کہتے ہیں "Actions speak louder than words"

جناب سپیکر! 56 کمپنیوں کا ڈھنڈورا پیٹتے پیٹتے میرے دوستوں کے ہاتھ تھک گئے اور سنتے سنتے میرے کان پک گئے لیکن آخر کار سچ ظاہر ہونا چاہتا ہے، اسی حکومت نے ہائی کورٹ میں مانا کہ 56 کمپنیوں میں قانون کی کوئی violation نہیں ہوئی۔ اللہ تعالیٰ عزت دینے والا ہے جسے اللہ عزت دیتا ہے اس سے کوئی چھین نہیں سکتا۔

(معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اب میں انوائرنمنٹ کے حوالے سے بات کرنا چاہتا ہوں اس سے 100 بلین ٹری یاد آ جاتا ہے اور وہ بھی سونامی، ویسے سونامی تباہی کا نام ہے۔ میں ماحولیات کا ذکر کرتا چلوں

کہ بجٹ میں 2022 کے لئے 4.5-ارب روپے رکھا گیا ہے پچھلے سال اس کے لئے 5.9 -ارب روپے رکھا گیا تھا اس طرح موجودہ بجٹ پچھلے سال سے 24 فی صد کم ہے۔بات صرف اتنی ہے کہ پہلے دس ماہ میں جو خرچ ہوا وہ پورے بجٹ کا آدھا فی صد ہے یعنی پچھلے سال صرف 30 لاکھ روپے خرچ ہوئے۔ماحولیات کے چیمپئن مجھے یہ بتادیں کہ قوم کے ساتھ یہ کیسا مذاق ہے کہ ماحولیات کے لئے 4.5 -ارب روپے رکھے گئے اور خرچ صرف 30 لاکھ روپے کئے۔میں یہاں پر پھر جنوبی پنجاب کا ذکر کروں گا اور میں آپ کو جنوبی پنجاب یاد کراتا رہوں گا کیونکہ لوگوں نے آپ سے پوچھنا ہے کہ 2018 میں جنوبی پنجاب میں 80 ہزار ایکڑ پر ڈیڑھ کروڑ درخت لگنا تھے اب تین سال ہونے کو آئے ہیں قائد ایوان بھی جنوبی پنجاب سے ہیں مجھے ذرا بتادیں کہ اس منصوبے کو بغض اور حسد کی بھینٹ کیوں چڑھایا گیا؟

جناب سپیکر! ہم نے لاہور میں ڈبل ڈیکر بس چلائی اب یہ فیتے کاٹتے پھرتے ہیں، چارہان ریسٹ ہاؤس زلزلے میں ختم ہو گیا تھا اسے دوبارہ reinstate کیا، بانسرہ گلی میں تھیٹر کیفے camping sites بنائیں، لال سوہانرہ ریسٹ ہاؤس بنایا، دلاور فورٹ کو دوبارہ سے آباد کیا، کوٹ مٹھن ریزارٹ، ننکانہ صاحب کا ذکر بھی آ گیا ہے، ہم نے Sehwan Sector میں بھی ڈویلپمنٹ کرائی، Kanhatti Garden کو revamp کیا، Khabikki Lake میں ریسٹورنٹ، سوئٹس، walkways بنائیں، Uchhali میں 120 کنال کی زمین procure کی۔اس میں 23 سکیمیں لکھی ہوئی ہیں وہ میں اپنے دوست کو دے دوں گا پی ٹی آئی نے ان میں سے صرف تین سکیموں کو take up کیا ہے۔

جناب سپیکر! میں آپ سے اور اس ہاؤس سے مخاطب ہوں، یہ نئی اسمبلی بن گئی ہے میں نے آپ سے کہا تھا کہ زیور روایت ہوا کرتے ہیں لیکن یہ بھی ایک تلخ حقیقت ہے اور پہلے بھی یہ مقدمہ آپ کے سامنے پیش کیا کہ پاکستان کے تمام جمہوری ایوانوں بشمول قومی اسمبلی، سینیٹ، سندھ اسمبلی، KPK اور بلوچستان میں پنجاب واحد صوبہ ہے جہاں پر تین سال گزرنے کے بعد بھی کسی وجہ سے سٹینڈنگ کمیٹیاں non functional ہیں اور PAC-I کی تشکیل نہیں ہو سکی، میں ریاست مدینہ کی دہایاں دینے والوں کو کہنا چاہتا ہوں کہ سب سے بڑے صوبے میں کس طرح سے احتساب ہو گا جب PAC-I ہی functional نہیں ہو گی۔ہمیں مل جل کر اس کا کوئی حل ڈھونڈنا

ہو گا ورنہ پنجاب اسمبلی میں 26 بل بغیر سٹینڈنگ کمیٹیوں کے منظور ہو چکے ہیں اس میں ہمارا اپنا مؤقف ہے اور ان کا اپنا مؤقف ہے لیکن تاریخ دان تو یہی کہے گا کہ تین سال میں آپ سٹینڈنگ کمیٹیز اور PAC-I کو functional نہیں کر سکے۔ اس میں سب سے زیادہ ذمہ داری آپ کے آفس کی ہے ہم پورا تعاون کریں گے لیکن کوشش ہونی چاہئے کہ ہم اس کا کوئی خاطر خواہ حل نکال سکیں۔

(معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں آخر میں یہ گزارش کرتا چلوں کہ میں نے کہا تھا کہ تنقید برائے تنقید نہیں ہونی چاہئے بلکہ ہمیں تنقید برائے اصلاح کرنی چاہئے۔ میرا یہ خیال ہے کہ اس صوبے کی معیشت میں کلیدی کردار زراعت ادا کرتی ہے اور یہ backbone ہے۔ مگر پاکستان کی 30 سال کی تاریخ میں اب کپاس کی پیداوار میں 35 فی صد کمی ہوئی ہے، کپاس کے درآمد کنندگان کو 321 ملین ڈالر کی 15 فی صد مہنگی کپاس درآمد کرنا پڑی اس سلسلے میں میری تجویز ہے کہ ہمیں اس ملک میں ایگریکلچر ایمرجنسی لگانی چاہئے اور کہیں سے بھی پیسے لے کر ہمیں ریسرچ پر خرچ کرنے چاہئیں۔یہی کپاس تھی، یہی گندم تھی جب ہم ان کے مفت بیج دیا کرتے تھے لیکن آج کسان دہایاں دیتا رہا لیکن اسے بیج تک نہیں ملا، germination، 80 فی صد سے کم ہو کر 30 فی صد کی خطرناک حد تک آگئی ہے۔

جناب سپیکر! نوجوان اس ملک کا سرمایہ ہیں، اس ملک کی آبادی کا کثیر حصہ نوجوانوں پر مشتمل ہے اور پی ٹی آئی بھی نوجوانوں کی بات کرتی ہے۔ میری تجویز ہے کہ نوجوانوں کے لئے skilled program شروع کریں اور ہم success stories بنائیں چونکہ پنجاب کا نوجوان اپنے پیروں پر کھڑا ہو گا تو پنجاب اپنے پیروں پر کھڑا ہو گا۔ (معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ پنجاب بڑا صوبہ ہے اور وہ وقت بھی آیا تھا کہ نیشنل فنانس کمیشن میں پنجاب نے اپنے حصے کا پیسہ بلوچستان کو دیا لیکن آج یہ وقت دیکھنے کو آتا ہے کہ سندھ اور پنجاب پانی کے لئے ایک دوسرے کے سامنے کھڑے ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ پلوامہ کا واقعہ ہو، ہزارہ کمیونٹی کا واقعہ ہو اور مجھے یہ کہنے دیجئے کہ وزیراعظم نے کہا کہ میں بلیک میل نہیں ہوں گا لوگ اپنے پیاروں کی میتیں لے کر بیٹھے رہے لیکن وزیراعظم وہاں بروقت نہ گئے۔ پارلیمانی لیڈرز اپنی

ذات نہیں بلکہ کشمیر کے لئے بیٹھتے وہاں وزیر اعظم آتے ہیں اور تقریر کر کے چلے جاتے ہیں اور باقی پارلیمانی لیڈرز شکل دیکھتے رہ جاتے ہیں۔ یہ کوئی گھر کا نہیں بلکہ ملک کا معاملہ ہے۔ میں بطور قائد حزب اختلاف پاکستانی قوم کو کہنا چاہتا ہوں کہ ہم آگے بڑھیں گے اور پاکستانی عوام کے ساتھ کھڑے ہوں گے، National unity is not there. ہم اس میں اپنا کردار ادا کریں گے۔

(معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! کشمیر جیل بن چکا ہے لیکن کہتے ہیں کہ "Beggars can't be chooses" آج IMF کی منتیں کرنا پڑتی ہیں، ADB کی منتیں کرنا پڑتی ہیں، ہمیں FATF میں lobbing کرنا پڑتی ہے، آج بھی گرے لسٹ سے نکلنے کے لئے herculean task تھا، چونکہ قوم کا معاملہ تھا تو ہم نے FATF کے لئے قانون سازی کی لیکن آج بھی ہم گرے لسٹ میں ہیں۔ میں یہ تمیز نہیں کرنا چاہتا کہ وہ ہمارا دور تھا یا آپ کا دور تھا بلکہ یہ پاکستان کا معاملہ ہے اس لئے جو کچھ پچھلے تین دنوں میں قومی اسمبلی میں دیکھنے میں آیا اس سے قوم کو مایوسی ہوئی ہے ہمیں ان مایوسیوں کے اندھیروں کو امیدوں کے اُجالوں میں بدلنا ہے، پاکستان کو قائداعظم کا خوشحال پاکستان بنانا ہے۔

(معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! فلسطینیوں کے ساتھ ہمارے دل دھڑکتے ہیں، جو بربریت بچوں اور زخمیوں پر ہوئی ہم اس پر انتہائی رنج و غم کا اظہار کرتے ہیں لیکن مجھے یہ بھی کہنے دیجئے کہ آج پاکستان میں political polarization اپنی انتہائی حدوں کو چُھو رہی ہے۔ کیا ہم ان مسائل کے لئے اکٹھے نہیں بیٹھ سکتے؟ ہمیں اپنی انا کے بُت توڑ کر آگے بڑھنا ہو گا اور فلسطینیوں اور کشمیریوں کے ساتھ اظہار یکجہتی کے لئے پہلے national unity کا ماحول بنانا پڑے گا۔

جناب سپیکر! میں آپ کا زیادہ وقت نہیں لوں گا۔ میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ موجودہ حکمرانوں کی طرف سے پچھلے تین سالوں سے کرپشن کرپشن کا واویلا کیا جا رہا ہے۔ حزب اختلاف کی ساری leadership کو جیل میں ڈالا گیا۔ میں کسی کا نام نہیں لیتا، اختصار سے کہتا ہوں کہ حزب اختلاف کے اکثر راہنماؤں کے خلاف عدالتوں میں مقدمات چل رہے ہیں اور ٹرائل ہو رہے ہیں لیکن ابھی تک ایک پائی کی کرپشن ثابت نہیں ہو سکی۔ کیا ہی اچھا ہوتا کہ احتساب کا نعرہ لگانے والے اور کرپشن کرپشن کا واویلا کرنے والے پی۔ٹی۔ آئی کے میرے دوست بی۔ آر۔ٹی

پشاور، ہیلی کاپٹر کیس، مالم جبا، بلین ٹری سونامی، فارن فنڈنگ کیس، شوگر سکینڈل، گندم سکینڈل اور رنگ روڈ راولپنڈی سکینڈل کے بارے میں بھی انکوائری کریں اور قصورواروں کو سزا دیں تو پھر ہم بھی مان جائیں گے کہ واقعی تحریک انصاف سچا نعرہ لگاتی تھی۔

جناب سپیکر! تمام تر گفتگو کے بعد میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور اس بات کو پھر دُہراتا ہوں کہ ہم اس صوبے کی ترقی کے لئے ایک ذمہ دار اپوزیشن کا کردار ادا کریں گے۔ اس ایوان کو اچھے ماحول میں چلانے کے لئے، یہاں پر positive debate and discussion کروانے کے لئے اور عوامی مسائل کا اچھا حل نکالنے کے لئے ہم اپنا کردار ادا کریں گے۔ پاکستان پائندہ باد

جناب سپیکر: اب میاں محمد اسلم اقبال تقریر کریں گے۔

جناب علی اختر: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! آج 17۔ جون ہے لہٰذا ماڈل ٹاؤن کے شہیدوں کے لئے فاتحہ خوانی کر لی جائے۔ آج کے دن ہی ماڈل ٹاؤن کا واقعہ رونما ہوا تھا۔

جناب سپیکر: علی اختر صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ جی، میاں محمد اسلم اقبال!

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (میاں محمد اسلم اقبال):

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

ایاک نعبد وایاک نستعین۔

اے اللہ تعالیٰ ہم تیری عبادت کرتے ہیں اور تُجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔ صداق اللہ العظیم

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِهٖ وَ عِتْرَتِهٖ بِعَدَدِ كُلِّ مَعْلُوْمٍ لَّكَ

اور تمام تر تعریفیں اُس رب کائنات کے لئے جو سب جہانوں کا پالنے والا ہے اور تمام تر درود پاک نبی رحمت ﷺ کے لئے جن کی خاطر یہ جہاں بنایا گیا۔

جناب سپیکر! میں سب سے پہلے اس اسمبلی کے حوالے سے بات کروں گا جس کا سنگ بنیاد آپ نے سال 2005 میں رکھا تھا اور تقریباً 16 سال بعد آج اس اسمبلی میں ہم موجود ہیں جو کہ آپ کی ذاتی کاوش اور محنت سے مکمل ہوئی ہے۔ یہ آپ کا idea تھا جو کہ آپ نے آج سے پندرہ سولہ سال پہلے دیا تھا اور آج الحمدللہ یہ منصوبہ پایہ تکمیل تک پہنچا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس میں

وزیر اعلیٰ پنجاب جناب عثمان احمد خان بُزدار کا بھی ایک کردار ہے کہ جنہوں نے اس رُکی ہوئی اسمبلی کی تعمیر میں آپ کے ساتھ مل کر اپنا کردار ادا کیا ہے۔ آج ہم اس نئی اسمبلی کی چھت کے نیچے بیٹھے ہوئے ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! بجٹ 2022-2021 کے حوالے سے میں وزیر اعلیٰ پنجاب اور ان کی ٹیم کے صف اوّل کے کھلاڑی وزیر خزانہ صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جنہوں نے بڑے زبردست انداز میں یہ بجٹ پیش کر کے غریب عوام کی امنگوں کی ترجمانی کی ہے۔ مجھے یاد ہے کہ 2013 والی اسمبلی میں 17۔جون 2014 کو سانحہ ماڈل ٹاؤن پیش آیا تھا۔ قائد حزب اختلاف کی طرف سے آج یہاں پر امن و امان کے حوالے سے بڑے بلند بانگ دعوے کئے گئے ہیں۔ واقعہ ساہیوال اور دوسرے معاملات کے حوالے سے بھی بات کی گئی ہے۔ کیا ہی اچھا ہوتا کہ اگر آج کے دن 17 جون 2014 میں ماڈل ٹاؤن میں رُونما ہونے والے واقعے کی مذمت کی جاتی اور کہا جاتا کہ ہم اس سانحہ سے متاثرہ لوگوں کو انصاف دلائیں گے۔ آج بات کی گئی کہ لاہور سیالکوٹ موٹروے کے اُوپر درندگی کا ایک واقعہ پیش آیا ہے۔ سانحہ ماڈل ٹاؤن کا واقعہ تو ان کی ناک کے نیچے پیش آیا تھا۔ وہاں پر جس حاملہ عورت کو گولی لگی تھی اس کی آواز تو ان کے بیڈ روم تک گئی تھی۔ وہ آوازیں تو ان کے گھروں تک گئی تھیں۔ اُس روز وہاں پر سارا دن گولیوں کی بوچھاڑ ہوتی رہی تھی۔

(معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے شیم شیم کی آوازیں)

جناب سپیکر! جس کا آج پرچار کیا جا رہا ہے کیا اُس وقت Law and Order کی صورت حال تسلی بخش تھی؟ آج قائد حزب اختلاف کی طرف سے بات کی گئی کہ امن وامان کو قائم رکھنے کے لئے ہم نے اپنے دور حکومت میں اربوں روپے خرچ کئے تھے۔ آپ نے اربوں روپے خرچ کئے، بالکل کئے اور ایسے کئے کہ آپ نے حاملہ عورتوں کے منہ پر گولیاں ماریں اور ان کے بچوں کے سامنے قتل عام کیا گیا۔ اس وقت آپ کا انصاف کہاں تھا اور اس وقت آپ لوگ کہاں تھے؟ آج ہمیں یہ عہد کرنا چاہئے کہ واقعہ ماڈل ٹاؤن کے شہداء کو انصاف دلانا ہے۔ آج آپ اس حوالے سے ایک قرارداد منظور کریں۔ اگر ہمت ہے تو آج کھڑے ہو کر سانحہ ماڈل ٹاؤن کے بارے میں بات کریں اور کہیں کہ ہم ان کو انصاف دلائیں گے۔ آپ نے تو اس واقعہ کی تفتیش بدلی، اس سے متاثر ہونے والے لوگوں کو ذلیل و خوار کیا، ان پر پرچے درج کئے ہیں، ان کے

خلاف دہشت گردی کے پرچے درج کئے ہیں اور آپ نے ان پر ATA-7 لگائی۔ آپ امن وامان کے بڑے دعویدار بنتے ہیں۔ کیا ہی اچھا ہوتا کہ آج 17 جون 2014 کو ہونے والے سانحہ ماڈل ٹاؤن کے حوالے سے بھی بات کر لی جاتی۔ جس دن یہ واقعہ پیش آیا میں اس دن اسمبلی میں موجود تھا۔ ہم اس روز اسمبلی میں موجود تھے۔ میں اور میرے 25 یا 30 ساتھی اسمبلی میں شُور ڈالتے رہے کہ خُدا کے واسطے اس ظلم کو روک دو لیکن ان کے اندر اتنی زیادہ فرعونیت بھری ہوئی تھی کہ انہوں نے ہماری بات پر دھیان ہی نہیں دیا۔ وہاں پر ہاتھ کی انگلی سے جس طرف اشارہ ہو رہا تھا وہ بندے قتل کئے جا رہے تھے اور بعد میں کہتے ہیں کہ ہمیں تو پتا ہی نہیں ہے۔ اوہ بھائی! یہ راجن پور یا ڈیرہ غازی خان کے کسی جنگل میں نہیں بلکہ اس لاہور شہر میں یہ واقعہ رونما ہوا ہے جہاں سے آپ mandate لیتے رہے ہو۔ آپ نے اس کی بات نہیں کی اور آپ پتلی گلی سے نکل گئے ہیں۔ آپ لیڈر آف دی اپوزیشن ہیں، آپ بات کرتے اور کہتے کہ ہم سے غلطی ہوئی ہے۔ آپ اُس غلطی کو مانتے لیکن آپ نے نہیں مانا کیونکہ آپ نے ذاتی عناد کی بنیاد پر کسی سے بدلا لینا تھا۔ آپ چاہتے ہیں کہ جو بندہ آپ کی پارٹی کا ٹکٹ لے وہ آپ کا غلام ہو جائے اور وہ غلاموں جیسی زندگی گزارے۔ آپ میں تو اتنا حوصلہ نہیں ہے کہ آپ اتنی بڑی جماعت میں سے کسی کو قائد حزب اختلاف بنائیں کیونکہ آپ تو کسی پر اعتماد ہی نہیں کرتے۔ آپ تو ایک فیملی لمیٹڈ کمپنی بنا کر اُس کے اوپر بیٹھ گئے ہیں اور پاکستان کے اوپر حکمرانی کرنی ہے۔ آپ کے علاوہ سارے نااہل ہیں۔ ابھی بات کی گئی کہ کرتارپور کے حوالے سے ہم نے 1999 میں یہ کام کیا تھا جتنے منصوبے گنوا رہے ہیں تو مجھے ڈر لگ رہا تھا کہ انہوں نے کہہ دینا ہے کہ جب پاکستان بن رہا تھا تو میاں محمد نواز شریف کی قیادت میں قائد اعظم اُن کے ایک سپاہی تھے۔ ہر بات کی کوئی حد ہوتی ہے۔ اگر آپ نے کوئی اچھا کام کیا ہے تو ہم اُس کی support کریں گے لیکن اگر کوئی کام کسی اور نے کیا تو آپ اُس کو بھی credit دے دیں۔ آپ اُس کو credit کیوں نہیں دیتے؟

جناب سپیکر! ابھی بجٹ کے حوالے سے بات کی گئی۔ ہم 2007 میں جب حکومت چھوڑ کر جا رہے تھے آپ اُس وقت وزیر اعلیٰ تھے اور میں وزیر تھا۔ ہم اس صوبے میں 100۔ارب روپے surplus چھوڑ کر گئے۔ 2018 میں جب یہ حکومت چھوڑ کر جا رہے تھے تو صوبہ پنجاب صرف 12۔سو ارب روپے کا مقروض تھا۔ اُس 12۔سو ارب روپے میں سے صرف معمولی سی بات

تھی 56 ۔ارب روپے کے صرف چیک بھی bounce ہوئے تھے۔اُس کے ساتھ ساتھ یہ بھی ہوا کہ بے چارے سرکاری ملازموں کے جی پی فنڈ کا 100 ارب روپیہ بھی خرچ کر کے چلے گئے جو اُن کی امانت تھی۔اس کے ساتھ ساتھ 41 ۔ارب روپے کا overdraft تھا۔(شیم، شیم)

جناب سپیکر! اور یہ کہتے ہیں کہ جناب ہم پنجاب کو چار چاند لگا کے گئے۔ہم مانتے ہیں کہ آپ نے اپنی جیبوں کو چار چاند لگائے۔اب گزارش یہ ہے کہ ہم نے ان کی 8 ہزار نا مکمل سکیموں کو carry forward کر کے حوصلے کے ساتھ مکمل کیا ہے۔میں نے آپ کے وزارت اعلیٰ کے دور میں اپنے حلقے میں ایک ہسپتال بنوانے کے لئے آپ سے foundation stone رکھوایا تھا اُس ہسپتال کو 15 سال تک نہیں بننے دیا، PIC ہسپتال وزیر آباد نہیں بننے دیا، جناح ہسپتال لاہور کا Burn Center نہیں بننے دیا، میو ہسپتال لاہور کا سرجیکل ٹاور نہیں بننے دیا اور یہ اسمبلی بھی نہیں بننے دی اس لئے کہ ان منصوبوں پر جو تختی لگی ہوئی ہے وہ چودھری پرویز الٰہی صاحب کے نام کی ہے۔(شیم، شیم)

جناب سپیکر! آپ سوچ کا فرق دیکھیں۔میں کہتا ہوں کہ یہ لوگ باتیں کرتے ہوئے Double Decker پر بیٹھ جاتے ہیں اور جب کسی اصول کی بات آتی ہے تو یہ سیدھا پتلی گلی سے نکل جاتے ہیں۔وزیر آباد ہسپتال یا سرجیکل ٹاور میو ہسپتال بننا تھا وہ آپ کی اور میری ذات کے لئے بننا تھا؟ وہ غریبوں کے لئے ہی بننا تھا نا! یہ آج اسی اسمبلی میں بیٹھ کر بات کر رہے ہیں نا، جس کا سنگ بنیاد آپ نے رکھا لیکن انہوں نے اسمبلی نہیں بننے دی اور اس اسمبلی کو بھی آپ نے ہی مکمل کیا۔

جناب سپیکر! وزیر خزانہ نے اپنی بجٹ تقریر کے اندر تمام sectors کو address کیا جس کی میں ابھی details بھی بتاؤں گا۔میری خواہش ہو گی کہ قائد حزب اختلاف اُس بجٹ کو ضرور پڑھیں۔یہاں پر چینی کی بات کی گئی۔جو لوگ حکومت میں بیٹھے ہوئے ہیں اُن کی چینی 100 روپے کلو بکتی ہے اور حزب اختلاف کی چینی 50 روپے کلو بکتی ہے۔یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم نے سبسڈی نہیں لی۔سبسڈی کا کیس میرے پاس موجود ہے۔17 ,15 ,14 ,13 سبسڈی لیتے رہے ہیں اور چینی باہر بیچتے رہے ہیں۔ان سے پوچھیں کہ چور مچائے شور کہ شوگر ملز آپ کی اور یہ باتیں کرتے ہیں حکومت کی۔میری ایک فاضل رکن بہن یہاں پر بیٹھی ہوں گی انہوں نے کہا کہ میاں محمد اسلم اقبال کی شوگر ملز نے 82 کروڑ روپیہ دینا ہے۔نہ میری مل، نہ چینی سے میرا تعلق، حتیٰ کہ

میرے کسی دور دراز کے رشتہ دار کی شوگر ملز نہیں ہے اور میرے اوپر 82 کروڑ روپیہ ڈال دیا اور اُس کے بعد ڈھٹائی کے ساتھ TV پر news ticker بھی چلوا دیئے کہ میاں محمد اسلم اقبال نے 82 کروڑ روپیہ دینا ہے۔ میاں اسلم صاحب چونیاں کے ہیں اور انہوں نے میرا نام لگا دیا۔ اب میرا دل کرتا ہے کہ 82 کروڑ روپیہ اکٹھا کر کے ان سے شوگر مل لے لوں اور باقی باتیں بعد میں کر لیں گے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اس میں کوئی شک نہیں کہ کرونا کی وجہ سے دنیا کی صف اول کی economy نے بھی اپنے گھٹنے ٹیک دیئے ہیں لیکن کرونا کے آنے سے حزب اختلاف کو بڑی خوشی محسوس ہوئی کہ عمران خان فیل ہو جائے گا کہ کرونا آگیا ہے، economy بیٹھ جائے گی۔ وزیر اعظم جناب عمران خان نے پاکستان کے اندر صنعت اور دوسرے کاروبار زندگی کو چلانے کے لئے جو اقدامات کئے آج اُن کے ثمرات ہیں کہ حزب اختلاف حیران اور پریشان ہے کہ GDP growth 3.94٪ پر کیسے پہنچ گئی؟ یہ جناب عمران خان کی محنت اور خلوص نیت کے ثمرات ہیں کہ اُس نے پاکستانی عوام کو کاروبار زندگی کرنے کے لئے مواقع پیدا کئے۔ پچھلے سال جب فلیٹیز ہوٹل میں بجٹ اجلاس ہو رہا تھا تو حزب اختلاف والے کہہ رہے تھے سارے کاروبار بند کر دیں تاکہ عوام سڑکوں پر ہوں لیکن ہم نے کاروبار بند نہیں کئے۔ اب یہ کہتے ہیں کہ لوگ بے روزگار ہوئے، بھائی! آپ کے دور میں لوگوں نے اپنی shettleless لُومیں تول کر بیچی ہیں۔ فیصل آباد کے معزز ممبران بتاؤ ان حزب اختلاف والو کو۔ آج وہی فیصل آباد، وہی لاہور اور وہی پورا پنجاب ہے جہاں پر پاکستان کے پاس export کے اتنے آرڈرز ہیں کہ آپ کے پاس لیبر کم ہے اور میں یہ بات ایسے نہیں کر رہا میں یہ بات as Industries Minister کر رہا ہوں۔ کرونا کے باوجود جناب عمران خان کی حکومت میں لوگوں کو روزگار ملے ہیں۔ کرونا کے اندر ہماری export 25 Billion Dollars سے زیادہ ہو گئی ہیں۔ یہ کہہ رہے ہیں کہ ہماری 5٪ growth سے زیادہ تھی تو آپ کی export 18 Billion Dollars تک آگئی تھی تو ذرا مجھے بتائیں نا کہ 5 فیصد کہاں اور 3.94 فیصد والی growth کی export 25 Billion Dollars پر چلی گئی ہے۔ figures کو آگے پیچھے آپ کرتے تھے یا عمران خان کرتا ہے؟(شیم، شیم)

جناب سپیکر! یہ ذرا مجھے حساب بتائیں نا کہ ایک ملک کی 5٪ growth پر ہو رہی ہو اور اُس کی 5٪ GDP ہو اور اُس کی export 18 Billion Dollars اور ہماری growth 3.94٪ اور ہماری export 25 Billion Dollars سے اوپر چلی گئی ہے۔ایک ملک کی 5٪ growth پر ہو رہی ہو اور 18۔ارب ڈالر اس کی export ہے۔ہماری GDP 3.94 ہے اور ہم 25 پر چلے گئے ہیں foreign remittances 29۔ارب ڈالر سے زیادہ ہے۔یہ اعتماد کی بات ہے کہ Overseas Pakistanis پاکستان کی حکومت پر اعتماد کرتے ہیں۔آپ مجھے یہ بات بتائیں کہ یہاں Leader of the Opposition نے معیشت پر بات کی کہ معیشت بڑی خراب ہو گئی ہے میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ الحمد اللہ پاکستان کی معیشت ترقی کر رہی ہے لیکن ایک کام ضرور غلط ہوا ہے ان کی معیشت ضرور خراب ہو گئی ہے۔پاکستان کی معیشت ٹھیک ہو گئی ہے ان کی معیشت خراب ہو گئی ہے ان کی economy بیٹھ گئی ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

(ن) لیگ کی اسلام آباد سے لے کر پورے پنجاب کی تمام لیڈر شپ کی economy بیٹھ گئی ہے پاکستان کی economy take off کر گئی ہے اور بہترین جا رہی ہے اور الحمد اللہ آنے والے دنوں میں اور بہتری کی طرف جائیں گے۔

جناب سپیکر! COVID کے دوران وزیر اعلیٰ پنجاب اور ان کی معاشی ٹیم نے بیٹھ کر فیصلہ کیا کہ ہم کاروباری طبقے کو زیادہ سے زیادہ ریلیف دیں تاکہ وہ اپنا کاروبار کر سکیں اس مقصد کے لئے Board of Revenue کے اندر جس کی راہنمائی Prime Minister of Pakistan نے فرمائی ہے اور کہا ہے کہ construction industry کو ہم زیادہ سے زیادہ آگے لے کر چلیں تاکہ باقی جو 35 سے 40 انڈسٹریز ہیں وہ بھی چل سکیں۔اس مقصد کے لئے حکومت پنجاب نے Board of Revenue کی stamp duty جو چارج کی جاتی ہے اس کو 5 فیصد سے کم کر کے 1 فیصد کر دی ہے اور اس سے تقریباً 35۔ارب روپے کا ہم نے عوام کو relief دیا ہے۔Punjab Revenue Authority نے عوام کو Sale Tax on Services کی مد میں 10۔ارب روپے کا relief دیا ہے۔اسی طرح Excise and Taxation Department کے اندر بھی ہم نے تقریباً 11 billion کا عوام کو relief دیا ہے تاکہ جن لوگوں کے کاروبار COVID کی وجہ سے بند ہوئے ہیں اور کم ہوئے ہیں ان کو بھی support کیا جا سکے۔اسی طرح عوام کو 2022/2021 کے بجٹ میں تقریباً 50 billion سے زیادہ کی رعایت دی گئی

ہے۔ایک اور پروگرام جو احساس پروگرام کے تحت چل رہا ہے جس میں جو لوگ COVID کی وجہ سے بے روزگار ہوئے ہیں ان کو relief دیا جا سکے اور میں ایک منسٹر کی حیثیت سے یہ بات حلفاً کرنا چاہتا ہوں کہ اس احساس پروگرام میں ہم نے کسی ایک بھی شخص کی لسٹ نہیں دی ہے یہ سب بیٹھے ہوئے ہیں میری اس بات سے اتفاق کریں گے۔خود بخود موبائل فون کے ذریعے جو data ان کے پاس آیا خواہ اس کا تعلق ن سے تھا،اس کا تعلق میم سے تھا،اس کا تعلق پیپلز پارٹی سے تھا یا اس کا تعلق کسی بھی جماعت سے تھا ہر کسی کو پیسے دیئے گئے تاکہ وہ اپنا گھر چلا سکے اور اس مد میں ہم نے 8.4Billion روپے PDMA(Punjab Disaster Management Authority) کو دیئے اور اس میں Federal Government نے بھی اپنا share ڈالا تھا لہٰذا ہم دعوے کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ ہم نے میرٹ کی بنیاد پر یہ پروگرام چلایا ہے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب!اس COVID کی صورتحال میں سب سے زیادہ اگر کسی نے کام کیا ہے تو وہ آپ کی Health Minister نے کیا ہے ان کو ضرور خراج تحسین پیش کریں اور انہوں نے اپنی بیماری کی بھی پروا نہیں کی اور جونہی وہ ہسپتال سے discharge ہوتی تھی فوراً اپنی ڈیوٹی پر موجود ہوتی تھیں۔جہاں بھی ان کی ضرورت رہی ہے وہاں وہ خود موجود رہی ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (میاں محمد اسلم اقبال): جی،جناب سپیکر!بالکل اور ابھی وہ Cancer جیسے شدید مرض میں مبتلا ہیں۔اللہ پاک ان کو صحت اور تندرستی عطا فرمائے۔

جناب سپیکر: اللہ تعالیٰ انہیں لمبی عمر عطا فرمائے۔امین۔

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (میاں محمد اسلم اقبال): جناب سپیکر!آمین۔آپ economic activity کے حوالے سے دیکھیں تو پاکستان کے اندر Stock Market اس وقت بلند ترین سطح پر ہے۔برآمدات کے حوالے سے میں نے ابھی آپ کو بتایا ہے کہ تقریباً 25-ارب ڈالر کی ہماری export ہے اور ہمارے 29-ارب ڈالر کے foreign remittances باہر سے آئے ہیں جو کہ اس بات کا ثبوت ہیں کہ ملک کی جو معاشی پولیسیز ہیں وہ پائیدار اور ترقی کی طرف گامزن ہیں۔ابھی یہاں پر Leader of the Opposition نے بات کی تھی کہ جو صوبائی ٹیکسز اور اہداف ہیں وہ ہم نے اپنے دور حکومت میں 197-ارب روپے کے

محصولات اکٹھے کئے تھے، یہ on the record ہے کہ ہم نے اس بار 404-ارب روپے کا تخمینہ لگایا ہے اور پچھلی بار ہم نے تقریباً 317-ارب روپے کا ٹارگٹ رکھا تھا اور 359-ارب روپے کو ہم نے achieve کیا تھا although کہ COVID تھا لیکن کیونکہ معاشی سرگرمیاں چل رہی تھیں جس کی بناء پر maximum tax اکٹھا ہوا تھا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس معاملے میں PRA(Punjab Revenue Authority) کی پوری ٹیم کو ان کے چیئرمین کو اور ان کے منسٹر کو میں مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے بڑی جاں فشانی کے ساتھ محنت کرتے ہوئے اس target کو achieve کیا ہے۔

جناب سپیکر! اب میں تھوڑا سا بجٹ کے حوالے سے بات کر لوں، یہاں ہیلتھ کے حوالے سے بڑی باتیں کی گئیں میں چاہوں گا کہ سب کے سامنے بیان کروں کہ ان کے دور حکومت میں جو ہیلتھ کا بجٹ رکھا گیا تھا وہ میرے سامنے موجود ہے، کتابوں میں چھپتا رہا ہے، اب بھی کتابوں کے اندر وہ موجود ہے اگر ان کا آخری بجٹ بحث 2018/2017 والا ہم دیکھ لیں تو اس کے مقابلہ میں آج ہمارا ہیلتھ کا بجٹ تقریباً 180-ارب روپے ان کے بجٹ سے ہم نے زیادہ رکھا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ انہوں نے ہیلتھ کو اتنا ignore کیا کہ ہسپتالوں کہ اندر ڈاکٹرز موجود نہیں تھے، نرسز موجود نہیں تھیں، پیرا میڈیکل سٹاف موجود نہیں تھا لیکن پچھلے اڑھائی سالوں کے دوران جو میڈیکل آفیسرز، وومن میڈیکل آفیسرز اور میل میڈیکل آفیسرز ہیں ان میں 8415 نئی recruitments ہوئی ہیں، 442 pharmacists رکھے گئے ہیں، 4000 Charge Nurses رکھی گئی ہیں اور باقی تعداد میں 669 consultants ہیں، جو Primary and Secondary Health کے لئے Charge Nurses رکھی گئی ہیں ان کی تعداد 1700 ہے۔ ٹوٹل 22266 ہیلتھ کے حوالے سے ہم نے recruitments کی ہیں جو کہ عرصہ دراز سے انہوں نے ban کی ہوئی تھیں ہم نے انہیں بحال کیا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ ہم نے کوشش کی کہ تمام ہسپتالوں کا بجٹ بھی بڑھایا جائے جس کی تفصیلات میں نے آپ تک پہنچا دی ہیں۔ میں آپ سے عرض کروں کہ اس حکومت کا سب سے بڑا پروگرام Health Insurance کے حوالے سے ہے جو اس سے پہلے کسی حکومت نے نہیں کیا تھا۔ یہ اتنا اہم ترین منصوبہ ہے جو Universal Health Insurance Programme کے

نام سے ہم نے شروع کیا ہے اور جس کی مالیت تقریباً80-ارب روپے ہے۔ انشاءاللہ تعالیٰ 31-دسمبر2021تک 11کروڑ عوام کو Health Card میسر ہوں گے اور ہم سمجھتے ہیں کہ یہ ایک نیاHealth Systemہے جو کہ انشاءاللہ ہیلتھ میں ایک نیا انقلاب لائے گا کہ ایک غریب آدمی جو کسی جُھگی میں سوتا ہے یا ایک دو مرلے کے مکان میں رہتا ہے تو اس کے پاس بھی ہیلتھ کارڈ ہو گا کہ وہ بھی کسی بڑے ہسپتال میں جا کر اپنے ماں باپ کا، اپنا اور اپنے خاندان کا علاج کروا سکے گا۔ اس کو امداد لینے کے لئے کسی کے دروازے پر جانے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ہیلتھ سیکٹر میں اتنا بڑا انقلاب ہے کہ جس کی مثال پہلے نہیں ملتی۔ اس کے ساتھ ساتھ اگر وہ بندہ پنجاب کے کسی بھی حصے میں یا کسی بھی جگہ جا کر اس ہسپتال میں جو پینل پر موجود ہے وہ اپنا علاج کرانا چاہتا ہے تو کروا سکتا ہے۔

(اس مرحلہ پر جناب چیئرمین میاں شفیع محمد کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب چیئرمین: جی، میاں محمد اسلم اقبال!

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (میاں محمد اسلم اقبال): جناب چیئرمین! اس مالی سال میں ہم نے ہیلتھ سیکٹر میں 370-ارب روپے رکھے ہیں اور شعبہ صحت کے ترقیاتی بجٹ کا مجموعی بجٹ 96-ارب روپے ہے جو کہ رواں مالی سال سے 182 فیصد زیادہ ہے۔ آپ اس سے یہ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ہماری priorityلوگ ہیں اورنج ٹرین نہیں ہے۔ آپ نے جو 200-ارب کا ڈھانچہ بنا کر چھوڑ دیا ہے جس کی تفصیل میں آگے جا کر بتاؤں گا کہ 24-2023 سے آپ نے تقریباً35-ارب روپے ہر سال اس کا واپس کرنا ہے۔ انہوں نے غلط feasibility بنائی، 27کلومیٹر کی اورنج ٹرین اور 27کلومیٹر کی میٹرو بس سروس لاہور کے اندر بنائی۔ یہ ایک کا دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم نے 40-ارب میں بنائی اور دوسری 200-ارب سے زیادہ کی بنائی۔ اگر آپ کے لئے اسے بنانا ضروری تھا تو ایک اور میٹرو بس سروس بنا لیتے تو کم از کم ہمارا 160-ارب تو بچ جاتا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین! آپ نے 24-2023 میں 35-ارب روپیہ واپس دینا ہے جس سے آپ کو لگ پتا جائے گا۔ اگر یہی 35/30-ارب روپیہ آپ لوگوں کی تعلیم، صحت اور خوراک پر خرچ کرتے تو لوگ زیادہ بہتر ہوتے۔ انہوں نے کہا کہ وہاں پر ایک لاکھ 90ہزار سواریاں آئیں گی

تو وہ52ہزار بھی نہیں نکلیں۔ ہم نے ٹکٹ کی قیمت بھی اتنی رکھی جتنی انہوں نے کہی تھی۔ ہم نے 40روپے ہی ٹکٹ کی قیمت رکھی۔ انہوں نے وہ سفید ہاتھی ہمارے گلوں میں باندھے ہیں جن سے جان چھڑانا ممکن نہیں ہے۔ یہ کاریگر لوگ ہیں اور اس کاریگری کے اندر200۔ارب روپیہ چلا گیا ہے اور اس کی ادائیگی سود کے ساتھ دیں گے پھر پتا لگ جائے گا کہ عوام اتنے پیسے کیسے دے رہی ہے؟

جناب چیئرمین! میں سپیشلائزڈ ہیلتھ کیئر کے حوالے سے بات کروں گا کہ ہم نے گوجرانوالہ، ساہیوال اور ڈیرہ غازی خان کے ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتالوں کی up-gradation، انسٹیٹیوٹ آف یورالوجی اینڈ ٹرانسپلانٹیشن راولپنڈی، نشتر-II ہسپتال ملتان، رحیم یار خان ہسپتال، مدر اینڈ چائلڈ بلاک سرگنگارام ہسپتال لاہور، Up-gradation of Radiology services، ڈیرہ غازی خان انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی up-gradation اور بہاولپور وکٹوریہ ہسپتال اس میں شامل ہیں جو ہم کرنے جا رہے ہیں۔

جناب چیئرمین! ہم نے لاہور کے اندر عرصہ دراز سے جناح ہسپتال کے بعد کوئی بڑا ہسپتال نہیں بنا۔ اب ہم نے آئی۔ٹی ٹاور کے ساتھ جو جگہ موجود تھی وہاں پر ایک ہزار بستروں پر مشتمل ہسپتال بنانے جا رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہیلتھ سیکٹر میں لوگوں کو اس سے relief بھی ملے گا۔ اس کے ساتھ ساتھ ہم جنوبی پنجاب کے تمام ہسپتالوں کو سہولیات سے مزین کر رہے ہیں اور نشتر ہسپتال ملتان میں PET-CTScan کے حوالے سے مشین دے رہے ہیں۔ لوگوں کو PET-CTScan کے لئے پرائیویٹ ہسپتالوں میں جانا پڑتا تھا اب ہم جنوبی پنجاب میں یہ سہولت دے رہے ہیں۔

جناب چیئرمین! میں سب سے بڑی بات یہ کروں گا کہ آپ نے جنوبی پنجاب کو ہمیشہ اورنج ٹرین پر قربان کیا اور آپ نے جنوبی پنجاب کو ہمیشہ میٹرو بس پر قربان کیا ہے۔ آپ نے ان کے سارے پیسے لا کر اورنج ٹرین پر لگانے کی کوشش کی ہے۔ 2018 سے پہلی دفعہ ہوا ہے کہ ہم نے جنوبی پنجاب کے حوالے سے جتنے بھی فنڈز ہیں ان کی fencing کی ہے کہ یہاں سے فنڈز باہر نہیں جا سکتے۔ اگر یہ فنڈز استعمال ہوں گے تو یہ جنوبی پنجاب کے لئے ہی ہوں گے تو اس طرح کا کام کرنے کی ضرورت تھی۔ ان کی محرومیاں دور کرنے کا یہ طریقہ تھا۔ یہ طریقہ نہیں تھا کہ آپ نے ایک اورنج ٹرین بنا دی۔ وہاں پر ہسپتال بننے چاہئیں، کالجز بننے چاہئیں، یونیورسٹیاں بننی چاہئیں،

انفراسٹرکچر بننا چاہئے، ان کو پانی ملنا چاہئے اور وہاں jobs creation ہونی چاہئے۔ یہ جنوبی پنجاب کے ساتھ انصاف ہے جو ہم نے آ کر کیا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین! اسی طرح ہم نے پرائمری ہیلتھ کے لئے بھی ایک بڑا پیکج دیا ہے۔ اس کے ترقیاتی منصوبوں کے لئے ہم نے 19۔ارب روپیہ رکھا ہے جس سے پنجاب کے 119 تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتالوں کی up-gradation اور revamping کی جائے گی تاکہ لوگوں کو ان کی دہلیز پر صحت کی سہولیات مل سکیں۔ اسی طرح چنیوٹ، حافظ آباد اور چکوال میں بھی 16۔ارب 60 کروڑ روپے کی لاگت سے جدید ترین ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتالوں کا قیام عمل میں لایا جارہا ہے۔ ہماری ہیلتھ کے حوالے سے ترجیحات آپ کے سامنے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہیلتھ کارڈ، نئے ہسپتال، Mother and Child ہسپتال اور یہ تمام چیزیں اس vision کی طرف ایک قدم ہیں کہ جس کا خواب ہم نے دیکھا تھا۔ ہم نے پاکستان تحریک انصاف کے منشور کے اندر یہ رکھا تھا آج ہم اس قابل ہو گئے ہیں۔ ان کو انشاء اللہ تعالیٰ پایہ تکمیل تک پہنچائیں گے۔

جناب چیئرمین! یہاں تعلیم کے بارے میں بڑے زوروشور کے ساتھ بات کی گئی کہ ہم نے دانش سکول بنائے تو آپ نے 7۔ارب روپے سے ایک ضلع میں دانش سکول بنادیا لیکن وہاں پر بچے کتنے پڑھتے ہیں صرف 300۔ اس ضلع میں جو دوسرے پانچ ہزار سکول ہیں وہاں نہ بیت الخلاء ہے، نہ فرنیچر ہے، نہ دروازہ ہے اور نہ وہاں استاد ہے۔ آپ نے ایک سکول Center of Excellence کے نام پر 7۔ارب روپے کا بنا دیا ہے اگر یہ 7۔ارب روپیہ باقی سکولوں میں خرچ کرتے تو زیادہ بہتر ہوتا۔ کیا وہاں پر غریبوں کے بچے نہیں پڑھتے۔ آپ میں ایسی چیزیں کرنے کی مہارت تو بڑی ہے، بڑے projects تھوڑے وقت میں کرتے ہیں کیونکہ بڑا project تھوڑے وقت میں زیادہ چیزیں دے کر چلا جاتا ہے۔ یہ ہر کام کے بارے میں کہتے ہیں کہ ہم نے بچت کی۔ یہاں وزیر مواصلات و تعمیرات بیٹھے ہوئے ہیں یہ مجھے بتائیں کہ ایک project گورنمنٹ کا کوئی ادارہ بناتا ہے۔ یہ 10۔ارب روپے کا ہے، ٹینڈر ہو گیا اور سارا کچھ ہو گیا بعد میں آپ ٹھیکیدار کو گھر بلا لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس میں رعایت کرو جتنی کرنی ہے۔ یہاں قائد اعظم بزنس پارک نہیں چل رہا تھا تو اس کے اندر کیا ہوتا رہا ہے۔ میں آپ کو اس کی story پھر کسی وقت سناؤں گا کہ یہ بزنس پارک کیوں آباد نہیں ہو سکا؟ یہ 2014 سے ہے۔ یہ میرے محکمہ کی story ہے میں آپ

کو بتاؤں گا۔ میں انشاءاللہ تعالیٰ اس کی تفصیل بتاؤں گا کہ یہ کیا کرتے رہے ہیں۔ یہ کس کو بچت کہتے ہیں۔ یہ بچت میں آپ سے پھر کسی وقت discuss کروں گا۔

جناب چیئرمین! تعلیم کے حوالے سے میں سمجھتا ہوں کہ آئندہ سال تعلیم کا مجموعی بجٹ 442۔ارب روپے رکھا گیا ہے۔ یہ موجودہ مالی سال کے بجٹ سے 51۔ارب روپے زیادہ رکھا گیا ہے۔ ہم نے ایجوکیشن کی مد میں 2018 میں اِن کی حکومت کے بجٹ سے 97۔ارب روپے زیادہ رکھے ہیں اور اُس کو 20.8 سے 22.21 فیصد کیا گیا ہے۔ اسی طرح ہیلتھ کا بجٹ 13 فیصد سے 18.5 فیصد کیا گیا ہے جس کی میں correction کرنا چاہ رہا ہوں۔

جناب چیئرمین: اجلاس کا وقت ایک گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (میاں محمد اسلم اقبال): جناب چیئرمین! آئندہ سال پنجاب کے 25 فیصد پرائمری سکول جن کی تعداد تقریباً 8 ہزار 360 بنتی ہے اُن کو ایلیمنٹری کا درجہ دیا جائے گا تا کہ بچے اور بچیاں پرائمری سے مڈل تک چلی جائیں، انہی سکولوں میں اپنی تعلیم حاصل کر سکیں اور اُن کو کہیں دُور نہ جانا پڑے۔ اس کے علاوہ اساتذہ اور missing facilities کے حوالے سے میں نے ڈویلپمنٹ کا جو بجٹ بتایا ہے اُس کے اندر شامل ہے۔ اسی طرح ہائر ایجوکیشن کے اندر بھی چھ نئی یونیورسٹیوں کا قیام عمل میں لایا گیا ہے۔ اب مزید پنجاب کے آٹھ اضلاع اٹک، گوجرانوالہ، راجن پور، پاکپتن، حافظ آباد، بھکر، لیہ اور سیالکوٹ میں یونیورسٹیوں کے قیام کی منظوری حکومت نے دی ہے تا کہ غریب کا بچہ اُن یونیورسٹیوں میں جا کر پڑھ سکے۔ اس کے ساتھ ساتھ سیالکوٹ کے اندر یونیورسٹی کا بہت پرانا منصوبہ 2007 والی حکومت میں شروع کیا گیا تھا جسے بعد میں ذاتی رنجش اور عناد کی وجہ سے اُس کو پایہ تکمیل نہیں ہونے دیا لیکن اب ہم عالمی معیار کی انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی یونیورسٹی جس کی مالیت 17۔ارب روپے ہو گی وہ بھی اِنشاءاللہ تعالیٰ اسی مالی سال کے اندر شروع کرنے جا رہے ہیں۔ اسی طرح مستحق طالبعلموں کے لئے رحمتہ اللعالمین ﷺ سکالرشپس کا آغاز کیا گیا ہے، اس مقدس نام کے سامنے پیسے کوئی اہمیت نہیں رکھتے لیکن بچوں کی حوصلہ افزائی کے لئے شروع کیا ہے تا کہ جو بچے آپ ﷺ کا ذکرِ خیر کریں گے اُن کے لئے 83 کروڑ 40 لاکھ روپے کے فنڈز رکھے گئے ہیں اور اس بجٹ سے 15 ہزار کے قریب students مستفید ہوں گے۔

جناب چیئرمین! اب میں زراعت کی مد میں رکھے جانے والے بجٹ کی طرف آتا ہوں کیونکہ اس حوالے سے میری چند گزارشات ہیں۔ ابھی زراعت کے موضوع پر بڑی بات کی گئی اور کہا گیا کہ کپاس پاکستان کے اندر ناپید ہو گئی ہے۔ آپ کا تعلق بھی جنوبی پنجاب سے ہے اس لئے آپ کو پتا ہو گا کہ جنوبی پنجاب کے اندر کپاس ناپید کیوں ہو گئی ہے کیونکہ رائل فیملی کی چینی بنانے والی ملیں جنوبی پنجاب میں شفٹ ہونی تھیں اور وہاں جا کر لگنی تھیں۔ یہ شوگر ملیں کہاں سے جانی تھیں؟ میں بتاتا ہوں کہ قصور والے راستے سے زبردستی اور بغیر کسی NOC کے جانی تھیں لیکن سپریم کورٹ نے اِن کے خلاف فیصلہ دیا کہ یہ آپ کی بدنیتی پر مشتمل ہے جس کو کینسل کیا جائے اس لئے شوگر ملوں کی shifting کو کینسل کیا گیا۔ جب شاہی خاندان اس چیز کا کاروبار کرے گا جو عام عوام کھاتی ہے تب عوام کا پرسانِ حال کیا ہو گا؟ چینی اینہاں دے دَور یعنی 2010 وچ 110 روپے دی وکی سی جد کہ 37 روپے کلو ریٹ سی۔ اِن سے پوچھیں کہ اُس وقت چینی 110 روپے کی کیسے ہو گئی تھی حالانکہ چینی تو آپ ہی بناتے ہیں اور آپ ہی کی شوگر ملیں ہیں لہٰذا آپ زراعت کے بارے میں بات کرتے ہوئے سوچ نہیں رہے کہ کپاس جس کی بناء پر آپ نے value added products بنا کر باہر دنیا میں export کرنی ہیں اور ڈالر کمانے ہیں جبکہ وہیں پر آپ نے اپنی شوگر ملیں شفٹ کر دی ہیں۔ اس سے اگلی بات یہ کہ کین کمشنر ایک سرکاری ملازم ہوتا ہے اس لئے آپ اُن سے ضرور پوچھیں کہ کس کس شوگر مل کے کتنے کتنے پیسے کس کس نے دینے ہیں؟ وزیر مواصلات و تعمیرات کابینہ کی ہر میٹنگ کے اندر چیخیں مارتے ہیں کہ فلاں پیسے نہیں دے رہا۔ کین کمشنر سے پوچھیں کہ کون کون سی ملوں نے پیسے دینے ہیں؟ یہ عوام پر ترس کھائیں اور عوام کو اپنا صحیح چہرہ دکھائیں کہ یہ ہمارا چہرہ ہے۔ یہ بات ذہن میں رکھ لیں کہ کسانوں کے پیسے اپنے پاس رکھنے سے انسان امیر نہیں ہوتا بلکہ یہ بے شرمی اور ڈھٹائی ہوتی ہے۔ میں اس پر زیادہ بات نہیں کرتا لیکن میری request ہو گی کہ "کساناں دے پیسے دے دیو کیوں کہ کسے نیں کجھ وی نال نئیں لے کے جانا تے خالی ہتھ ای جانا اے پَر اوہناں دے پیسے دے دیوو۔ ایہہ پیسے ہُن دینے ای نئیں بلکہ سَت سَت اَٹھ اَٹھ سالاں دے جے ایس لئی اینہاں کولوں لے دیوو۔ اینہاں نے کہیا کہ 82 کروڑ روپے میں دینے نیں جد کہ میری تے شوگر مل ای کوئی نئیں تے میرے اُتے ایویں ای پا دتّی جے۔" ایک ٹی وی پروگرام پر آکر کہہ دیا کہ اس کی شوگر مل ہے۔ میں نے کہا کہ میری کوئی شوگر مل نہیں

ہے کیونکہ میں تے ماڑا جیا آدمی آں۔ میری درخواست ہے کہ یہ کسانوں کے پیسے اُن کو واپس کریں۔ جہاں تک زراعت میں فصلات کا تعلق ہے تو الحمدللہ رب العزت کی خاص مہربانی سے اس دفعہ گندم کی bumper crop ہوئی ہے جس کی وجہ سے ہم نے الحمدللہ اپنی ضروریات بھی پوری کی ہیں اور دوسرے صوبوں کی ضروریات بھی پنجاب سے پوری ہوتی ہیں۔ گندم کی پیداوار میں تقریباً 8 فیصد، چاول کی پیداوار میں 28 فیصد اور کماد کی پیداوار میں 31 فیصد اضافہ ہوا ہے۔ کماد کے حوالے سے کمیٹی بنی اور ہم نے اس کی پہلی میٹنگ کے اندر یہ ensure کیا کہ کسان کو پیسے پورے ملیں، اُس کی فصل کا تول پورا ہو اور کٹوتی نہ ہو۔ خدا کی قسم اِن کی شوگر ملوں کے اندر 37/37 فیصد کٹوتیاں ہوتی ہیں۔ کسان جو 190 روپے ریٹ والا گنا ہوتا ہے اُس کو بیچارا 125 روپے میں بیچ کر جاتا ہے اور یہ دردناک کہانیاں ہیں جس کے بارے میں آپ کو کوئی نہیں بتائے گا۔ آپ فیلڈ میں جائیں تو پتا چلتا ہے۔ ہم فیلڈ میں جاتے ہیں تو جا کر پتا کرتے ہیں کہ کسان کے ساتھ کیا سلوک ہو رہا ہے؟ ہمیں کسان کی بددعا سے بچنا چاہئے کیونکہ وہ شدید گرمی اور سردی کے اندر اللہ کی مخلوق کے لئے کام کر رہا ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اگلے مالی سال میں محکمہ زراعت کے ترقیاتی بجٹ کو 306 فیصد زیادہ کر کے 7۔ارب 75 کروڑ روپے سے بڑھا کر 31۔ارب 50 کروڑ روپے رکھے ہیں تاکہ کسانوں کو کھاد اور دیگر اشیاء میں maximum relief مل سکے۔ ہم کسان کارڈ کا اجراء کرنے جا رہے ہیں جس پر میں سمجھتا ہوں کہ زراعت کو promote کرنے کے حوالے سے بڑا انقلابی قدم ہوگا۔ اس کے ساتھ ساتھ زرعی subsidies کی مد میں 4۔ارب روپیہ رکھا گیا ہے جبکہ Farm Mechanization میں جدت کے فروغ کے لئے 28۔ارب روپے کی لاگت سے بہت بڑا پروگرام شروع کیا جا رہا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اسی مالی سال میں 10۔ارب روپے کی لاگت سے گندم، چاول، مکئی اور کماد پر تحقیق کے لئے چار Centers of Excellence بنائے جا رہے ہیں تاکہ وہاں پر seed کی ڈویلپمنٹ ہو سکے، کسان کو اُس کی per acre پیداوار زیادہ سے زیادہ آسکے اور اُس کی حالت بدلے۔ کوئی individual باہر سے seed لا کر نہیں بیچ سکتا کیونکہ یہ حکومت کی ذمہ داری ہوتی ہے اس لئے ہم انشاءاللہ تعالیٰ اس ذمہ داری کو بھی پورا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اس مقصد کے لئے ہم نے 10۔ارب روپے کا ایک پیکج رکھا ہے تاکہ یونیورسٹیوں اور

کے اندر اُس seed کو بنا سکیں اور اس کی بنیاد پر کسان جب اُس بیج Centers of Excellence کو بوئے تو کسان maximum اپنی فصلوں سے پیداوار حاصل کر سکے۔

جناب چیئرمین! لائیوسٹاک کے حوالے سے بھی بات ہوئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہماری economy کے لئے دیہاتوں میں زراعت اور لائیوسٹاک کا شعبہ بڑی اہمیت رکھتا ہے کیونکہ اس کے بغیر وہاں کے لوگوں کی حالت کو اُس وقت تک نہیں بدلا جا سکتا جب تک ہم ان شعبوں میں improvement نہ کریں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ لائیوسٹاک وڈیری ڈویلپمنٹ کے لئے تقریباً پانچ ارب روپے کا پیکج رکھا گیا ہے تاکہ دیہاتی علاقوں کے زیادہ سے زیادہ لوگوں کو لائیوسٹاک کے شعبہ میں facilitate کیا جا سکے۔ لائیوسٹاک کے جو جاری منصوبہ جات چل رہے ہیں ان کے لئے بھی تقریباً ایک ارب 58 کروڑ روپے کی رقم رکھی ہے۔ نئے منصوبوں کے لئے 3۔ارب 42 کروڑ روپے کی رقم مختص کی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ دیہاتی علاقوں کے اندر لائیوسٹاک اور زراعت کے حوالے سے بہت بڑی تبدیلی اِنشاءاللہ تعالیٰ آئے گی۔

جناب چیئرمین! اس کے علاوہ ماحولیات اور Ten Billion Tree Tsunami Programme کے حوالے سے بات کی گئی ہے جس پر میں یہ عرض کروں گا کہ جب یہ construction کرتے ہیں تو جلدی جلدی میں یہ تمام درخت کاٹ دیتے ہیں لیکن انہیں یہ خیال نہیں ہوتا کہ انہی درختوں کی وجہ سے ہم نے سانس لینی ہے اور ہمارا future بھی اس پر depend کرتا ہے۔ انہوں نے اسٹیل سٹرکچر اور سیمنٹ کے سٹرکچر بنانے کی کوشش کی ہے۔ جتنے بھی میٹرو بس یا اورنج ٹرین کے منصوبے میں درخت آتے تھے وہ سارے کاٹ دیئے گئے لیکن ان کے بدلے میں ایک درخت بھی نہیں لگایا۔ ہمارے وزیراعظم پاکستان کا یہ ویژن ہے جو 2013 سے کہہ رہے ہیں کہ ہم نے Tsunami Tree لگانے ہیں۔ پاکستان کے اندر اور دنیا میں بھی جو ماحولیاتی تبدیلیاں آرہی ہیں۔ اس سے پاکستان کم سے کم suffer ہو اس مقصد کے لئے 4۔ارب روپے ہم نے شجرکاری مہم کے لئے رکھے ہیں تاکہ زیادہ سے زیادہ درخت لگائے جائیں اور اپنی environment کو بہتر کیا جائے

(اذان مغرب)

جناب چیئرمین: جی، وزیر موصوف!

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (میاں محمد اسلم اقبال): میں اقلیتوں کے حوالے سے بھی بات کرنا چاہوں گا کیوں کہ ان کی چیئر کے حوالہ سے بات نہیں ہوئی ان کے سابق اقلیتی منسٹر بھی یہاں موجود ہیں وہ ہمارے بھائی ہیں ۔ہم نے ان کے بجٹ میں تقریباً400 فیصد اضافہ کر کے 2۔ارب50 کروڑ کے فنڈز رکھے ہیں اور ساتھ ساتھ اقلیتی آبادیوں والے جو علاقے ہیں لاہور میں یوحنا آباد ،وارث پورہ فیصل آباد اور کانجو محلہ رحیم یار خان میں ہے وہاں بھی نکاسی آب اور سڑکوں کی تعمیر کے لئے special package development of the model locality کے لئے رکھا گیا ہے تاکہ ان کو بھی پینے کا صاف پانی اور سڑکیں اور دوسری بنیادی ضروریات فراہم کی جائیں۔اقلیتی ہونہار مستحق طلباء اور طالبات کے لئے ہم نے 5 کروڑ روپے ان کے وظائف کے لئے رکھے ہیں اور 6 کروڑ روپے ان کی مالی معاونت کے لئے بھی اس budget میں propose کیا تاکہ اقلیتوں کو بھی ساتھ لے کر چلے جو ان کا due share بنتا ہے اس کے مطابق ان کو بھی دیکھا جائے۔صنعت کی ترقی کے حوالے سے بھی میں ضرور بات کرنا چاہوں گا ۔ہماری کوشش ہے اور رہی ہے اور انشاءاللہ اس بجٹ کے اندر اس کی reflection نظر آئے گی۔ہم نے Industries Department کو زیادہ سے زیادہ اس بجٹ میں رکھا کیوں کہ Skills Development Department ہے وہ Industries Development کے اندر آتا ابھی Leader of the Opposition کی طرف سے کہا گیا skill کے حوالے سے بچے اور بچیوں کو تربیت دیں تاکہ وہ کارآمد بن سکیں لہٰذا ان کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ TEVTA کی 90 ہزار students کو پڑھانے کی جو capacity تھی وہ ہم نے ابھی گزشتہ ختم ہونے والے مالی سال میں 2 لاکھ 33 ہزار لوگوں کے زیادہ admissions کر کے کارآمد ہنر مند بنایا تاکہ وہ اپنے معاملات، کاروباری زندگی اور کسی بھی جگہ پر نوکری کر سکیں۔90 ہزار اور 2 لاکھ 33 ہزار میں بڑا فرق ہے لیکن ہم نے capacity کو بڑھاتے ہوئے کوشش کی ہے۔اس بار بھی ہم نے تقریباً 1.5۔ارب روپیہ اس مقصد کے لئے رکھا گیا ہے تاکہ لوگوں کو ہنر مند بنایا جا سکے۔ہم نے ٹیکنیکل یونیورسٹیاں بھی بنائی ہیں جس میں ہم اِنشاءاللہ تعالیٰ further ڈویلپمنٹ کے پروگرام شروع کرنے جا رہے ہیں جبکہ راولپنڈی کے اندر ٹیکنیکل یونیورسٹی کو اس

سال مکمل کریں گے۔ اُس کا ایکٹ بھی پاس کریں گے تاکہ آنے والے وقت میں وہاں پر بننے والی یونیورسٹی راولپنڈی اور اس کے قرب وجوار کے علاقوں کو cater کر سکے۔

جناب چیئرمین! اس کے ساتھ ساتھ ہم نے ترقیاتی بجٹ تقریباً ساڑھے 3۔ارب روپیہ مزید انڈسٹریل اسٹیٹ کی ڈویلپمنٹ کے لئے رکھا ہے جبکہ لاہور سیالکوٹ موٹروے، لاہور ملتان موٹروے پر انڈسٹریل اسٹیٹ بنانے کا ارادہ رکھتے ہیں اور ساتھ چیچہ وطنی ساہیوال پر بھی working ہو رہی ہے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اِنشاء اللہ تعالیٰ آپ خود کہیں گے کہ revolution آیا ہے۔ ہم نے سیالکوٹ میں سرجیکل سٹی کے لئے بھی تقریباً ایک ارب 70 کروڑ روپے کا بجٹ رکھا ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ industrialization کے لئے ضروری ہے کہ حکومت انڈسٹریل پارک بنائے تاکہ وہاں پر لوگ اپنے منظم طریقے سے کسی بھی انڈسٹریل اسٹیٹ کے اندر اپنا کاروبار کر سکیں۔ اس کے ساتھ ساتھ علامہ اقبال انڈسٹریل اسٹیٹ فیصل آباد، بہاولپور، سیالکوٹ، بھلوال، رحیم یار خان، وہاڑی اور مختلف جتنی بھی انڈسٹریل اسٹیٹس ہیں اُن کے اندر ڈویلپمنٹ مکمل ہو گی اور اب وہاں پر الحمدللہ نئی انڈسٹری آ رہی ہے۔ ایک بڑی خوش آئند بات جو میں آپ کے ساتھ share کرنا چاہ رہا ہوں وہ یہ کہ کسی بھی الیکٹرونکس جیسا کہ موبائل، لیپ ٹاپ یا دیگر چیزیں ہیں اُن کے international brands یہاں آ رہے ہیں۔ اس کے علاوہ VIVO Brand کی بھی پاکستان کے اندر assembling ہو رہی ہے اور اِنشاء اللہ آنے والے وقت میں manufacturing بھی ہو گی۔ اس کے ساتھ ساتھ پاکستان کے اندر کار انڈسٹری یعنی موٹر وہیکلز انڈسٹری نے بڑی ترقی کی ہے۔ کتنے brands آئے ہیں جو کہ صرف وزیر اعظم پاکستان کا ایک وژن ہے جس کے وژن پر اعتماد کرتے ہوئے اور جس کی زبان کے اوپر اعتماد کرتے ہوئے پاکستان کے اندر وہ لوگ اپنی investment کر رہے ہیں۔ آج کل آپ سڑکوں کے اوپر جتنے بھی بڑے brands دیکھتے ہیں اس سے پہلے کیوں نہیں آئے، اس سے پہلے کیا تھا اور اب کیوں آ رہے ہیں؟ یہ تو کہہ رہے ہیں کہ ہماری گروتھ نہیں ہو رہی تو یہ گروتھ کیوں ہو رہی ہے؟ کیوں "KIA" والوں نے پراجیکٹ لگا لیا اور کیوں MG والوں نے پراجیکٹ لگا لیا، کیوں Hyundai والوں نے لگا لیا، کیوں Prince والوں نے پراجیکٹ لگا لیا، کیوں United والوں نے پراجیکٹ لگا لیا اور کیوں یہ لوگ آ رہے ہیں؟ یہ اس وجہ سے آ رہے ہیں کہ آپ نے ایک صنعت کار کی ایک دوست پالیسی کو

implement کیا ہے اور آپ نے اس کی approval کے جو steps تھے انہیں ختم کیا ہے۔ آپ نے unnecessary regulations کو cut کیا ہے اور انہیں ختم کیا ہے۔ آپ نے ease on doing business کے اوپر believe کیا ہے۔ آپ ease of doing business کے اوپر آتے ہوئے ان لوگوں کو لے کر آئے ہیں۔

جناب چیئرمین! یہاں پر سیمنٹ پلانٹ کا لائسنس لینے کے لئے لوگوں نے 2012 سے apply کیا ہوا تھا لیکن انہیں لائسنس نہیں ملا۔ ہم نے تین، تین ماہ کے اندر انہیں لائسنس دیئے ہیں الحمدللہ اور وہ industrialists جو باہر سے پاکستان کے اندر کاروبار کرنے آرہے ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ ہم ایک حکومت کے پاس گئے ہیں جس کی "ون ونڈو" کے ذریعے تین ماہ کے اندر انہیں لائسنس دیا گیا ہے۔ ہم نے 7 سیمنٹ پلانٹ کو لائسنس issue کر دیئے ہیں اور آئندہ کابینہ میٹنگ کے اندر مزید سیمنٹ پلانٹ کے 5 لائسنس منظور کر کے انہیں دینے جارہے ہیں۔ ایک سیمنٹ پلانٹ تقریباً 35 سے 40 ۔ارب روپے میں لگتا ہے اور یہ اتنی huge investment جو آئی ہے تو ہم نے کابینہ کے اندر انہیں bound کیا ہے یعنی اس فیصلے کو minute کیا ہے کہ چھ ماہ کے اندر ہر کسی نے اپنی سائٹ کے اوپر سیمنٹ پلانٹ کے حوالے سے اپنا کام شروع کرنا ہے۔ یہ نہیں کہ لائسنس لے کر وہ گھر بیٹھ گیا ہے اور ایسی صورت میں اس کا لائسنس کینسل کر دیں گے۔

جناب چیئرمین! الحمدللہ ہم فخر کے ساتھ کہتے ہیں کہ تین مہینوں کے اندر لائسنس دیا ہے اور کوئی بندہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ کسی ڈیپارٹمنٹ نے کسی کو ناراض کیا ہے۔ اس میں پانچ ڈیپارٹمنٹ involve ہیں جن میں سر فہرست تو انڈسٹریل ڈیپارٹمنٹ ہے، اس کے ساتھ انوائرنمنٹ ڈیپارٹمنٹ ہے، اریگیشن ڈیپارٹمنٹ ہے، لوکل گورنمنٹ ڈیپارٹمنٹ ہے اور اس کے بعد مائنز اینڈ منرل ڈیپارٹمنٹ ہے تو پانچ ڈیپارٹمنٹ نے ون ونڈو بنا کر لائسنس دیا ہے۔ اس کے بعد ہم نے مائنز اینڈ منرلز کی leases کو بھی open کیا ہے تاکہ لوگ آئیں اور کاروبار کریں۔ پاکستان میں جیسے جیسے industrialization ہو گی ویسے آپ کو raw material بھی زیادہ چاہئے تو بجائے باہر سے منگوانے کے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو قدرتی طور پر چیزیں دی ہیں، آپ انہیں استعمال کریں تو اس کے لئے کابینہ نے وزیر اعلیٰ پنجاب جناب عثمان احمد خان بُزدار کی قیادت

میں اس پالیسی کو relax کیا ہے اور لوگوں کو accommodate کیا ہے تاکہ پاکستان کے اندر زیادہ سے زیادہ لوگ کاروبار زندگی شروع کر سکیں۔

جناب چیئرمین! سرکاری ملازمین کے حوالے سے honorable Finance Minister نے، چیف منسٹر صاحب نے جو کمیٹی بنائی تھی اس کے اندر بھی بیٹھے اور وزیر اعلیٰ پنجاب نے دو دفعہ اس کمیٹی کو خود بھی chair کیا ہے جبکہ ہم نے اس سے پہلے بھی کئی دفعہ آپس میں بیٹھ کر discuss کیا کہ سرکاری ملازمین کی salary میں maximum اضافہ کر کے انہیں کس طرح accommodate کرنا ہے۔ ہم نے گریڈ 1 سے لے کر 19 تک تقریباً 7 لاکھ 21 ہزار ملازمین بنتے ہیں ان کے لئے سپیشل الاؤنس کی مد میں 25 فیصد اضافہ کیا ہے جبکہ بجٹ کے اندر 10 فیصد ان کی salary بھی بڑھائی تاکہ اوپر والے گریڈ کے اور نیچے والے گریڈ کے ملازمین میں جو disparity ہے اس کو کم سے کم کیا جائے تو اس طرح ہم نے تقریباً 35 فیصد تنخواہیں بڑھائی ہیں جن میں 25 فیصد سپیشل الاؤنس اور 10 فیصد ان کی تنخواہ میں اضافہ کیا ہے۔ اسی طرح پنشنرز کی پنشن میں بھی 10 فیصد اضافہ کیا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین! جو عام مزدور ہے ہم نے اس کی minimum wages کو 20 ہزار روپے رکھا ہے اور انشاء اللہ آنے والے وقت میں جس طرح ہم آگے کی طرف بڑھیں گے تو ہم کوشش کریں گے کہ اس میں بھی اضافہ کیا جائے تاکہ کمزور اور غریب آدمی کو بھی وہ سہولتیں میسر ہوں جن کی خواہش کا وہ اظہار کرتا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین! اپوزیشن لیڈر نے سالڈ ویسٹ کے حوالے سے بات کی تھی تو اس سے متعلق آپ سے میری ایک request ہے کہ سالڈ ویسٹ کے حوالے سے جو ان کا agreement ہے، جو انہوں نے Turkish کی دو کمپنیوں کے ساتھ کیا، میں ان کا نام نہیں لیتا تو اس agreement کو ضرور پڑھ لینا۔ جو انہوں نے کیا اور اس پر دستخط کرتے ہوئے انہوں نے جو اس میں کیا۔ میں جو بول رہا ہوں اس میں جو انہوں نے کیا وہ ضرور پڑھ لیں۔ آپ کو شرمندگی ہو گی اور ہمیں شرم آئے گی کہ ہم چھوٹے سے فائدے کے لئے یہ کر گئے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین! آپ کو لاہور کی سڑکوں پر جو گند نظر آتا رہا ہے یہ ان کمپنیوں کی اور ہماری جنگ چھڑی تھی کیونکہ ہم کہتے تھے کہ مشینری چھوڑ کر جاتی ہے اور وہ کہتے تھے کہ "جناب

مشینری ساڈی اے"۔ ہم نے کہا کہ اس کے اندر RFP جو ہوتا ہے اس کے اندر لکھا ہوا ہے لیکن جب agreement پر دستخط کر رہے تھے ناں یہ مل کر بلکہ "مل جل کے" تو اس کے اندر انہوں نے ساتھ لکھ دیا اور ایک چھوٹی سی amendment کر دی کہ یہ مشینری انہی کی رہے گی لیکن international agreement کے مطابق جب آپ کسی کے ساتھ agreement کرتے ہیں تو جو RFP ہوتا ہے تو پھر اس کے مطابق آپ کو جانا پڑتا ہے۔ اس حوالے سے ان سے یہ ضرور پوچھ لیجئے گا کہ آج جو یہ ڈیسک بجواتے رہے ہیں کہ لاہور کے اندر بڑا گند تھا۔

جناب چیئرمین! میں آپ کو بتاتا ہوں کہ 2001 میں لوکل گورنمنٹ سسٹم کے تحت میں بطور ناظم تھا تو اس وقت ہم لاہور کی total صفائی 72 کروڑ روپے میں کرتے تھے۔ 2009 میں یہ صفائی 105 کروڑ روپے میں ہوتی تھی جبکہ ان کے دور میں یہی صفائی 1400 کروڑ روپے میں ہو رہی تھی۔ (شیم شیم)

یعنی انہیں کوئی نہ پوچھے،" شیر انڈا دے بچہ دے، بس دے دتا اے تے بس ٹھیک اے سانوں کیہ شیر جو ہویا" یہ شیر خونخوار ہو گیا تھا جس نے ہر جگہ پر اپنا پنجہ مارا۔ جہاں جہاں اس کا داؤ لگا اس نے پنجہ مارا۔ اب 1400 کروڑ روپے کہاں اور 105 کروڑ روپے کہاں تو آپ اس کا فرق ہی نہیں جان رہے اور آپ کہہ رہے ہیں کہ میرا لاہور گندا ہو گیا ہے۔ ہم بھی لاہورئیے ہیں، ہم بھی یہاں کے رہنے والے ہیں اور ہمیں بھی دکھ تکلیف ہے لیکن اس کے پیچھے کوئی بھی آپ کو حقیقت نہیں بتائے گا کہ انہوں نے کیا کھلواڑ کھیلے ہوئے ہیں۔ ان کی موجیں لگی ہوئی تھیں اور پھر یہ خوشی مناتے ہیں کیونکہ میں اس کو دیکھتا رہا ہوں۔ یہ سڑک کے median کے اوپر اپنے بندوں کے ذریعے اور اپنے عہدیداروں کے ذریعے سے کوڑے کو جڑواتے تھے جیسے دکان کے اوپر خوبصورتی کے لئے سامان جوڑا جاتا ہے۔ یہ کوڑا اس طرح بڑے بڑے شاپروں میں باندھ کر جڑواتے تھے تاکہ لوگ کہیں اور تر کی واپس آ جائے مگر ان کی خواہش پوری نہیں ہوئی۔ انہیں اس کا غصہ ہے otherwise انہیں کوئی problem نہیں ہے کیونکہ اس کے پیچھے کوئی اور کہانی ہے پھر میں کہوں گا اور اس کے جواب میں یہ کہیں گے 56 کمپنیاں تو ان 56 کمپنیوں کے اندر جو کچھ آپ کر گئے ہیں اس کو چھوڑیں۔ آپ کو نہیں پتہ کہ 56 کمپنیوں میں ایک کمپنی وہ بھی تھی جس نے ایم ایم عالم روڈ کے اوپر 17 ویں فلور جس کی ابھی ایک بھی اینٹ نہیں لگی اور اسے کرائے پر دے دیا۔ میں کیا کہوں پھر یہ کہیں گے

کہ باتیں کرتا ہے، نہ میرا منہ کھلوائیں اور بند رہنے دیں۔ 17 ویں فلور کی ایک اینٹ نہیں لگی لیکن اس کمپنی سے اس کا کرایہ جاری ہو گیا، کس کو جاری ہوا، یہ نہیں بتاؤں گا، یہ نہیں بتاؤں گا۔

(اس مرحلہ پر معزز خواتین ممبران حزب اقتدار کی طرف سے "نام بتاؤ" کی آوازیں)

تضحیک ہو جائے گی ناں، تو اچھی بات نہیں ہے۔ یہ خود ہی اپنی تقریر میں بتا دیں نہیں تو میں ثبوت کے ساتھ بتا دوں گا۔ انہوں نے اس بے چارے بیورو کریٹ کے گھر دروازے توڑ کر اس کی ماں بہن ایک کی، اس کو پکڑ کر لا کر انٹی کرپشن کے ذریعے جوتے مارے اور اسے چھتر مارے اور کہا کہ اس کا نام نہیں لینا۔ اس بے چارے کو اندر کر دیا اور اس کے دوسرے بھائی کو۔۔۔ بڑی دردناک کہانیاں اور stories ہیں، کیا یہاں پر سنائیں اور آپ کو کیا کہیں۔ ان کی باتیں سن لیں بڑی بڑی کرتے ہیں اور اتنی اتنی کرتے ہیں کہ میں کہتا ہوں کہ "دنیا دے سب توں وڈے ولی اللہ ای ایہہ نیں" دل کردا کہ یار اینہاں کولوں دعا کرواؤ کہ اے دنیا دے ولی اللہ نیں اینہاں کولوں دعا کرواؤ لیکن جب آپ کہانیاں سنیں ناں تو پھر آپ کو پتا چلے گا۔

جناب چیئرمین! پھر کہا گیا کہ IMF کے پاس یہ چلے گئے، تے تُسی راجہ اندر دے کول گئے سو۔ اسیں IMF کول گئے آں، تے تُسی پیسے لین واسطے راجہ اندر کول گئے سو"(نعرہ ہائے تحسین)

بھئی تہاڈی کیتیاں ہی بھگت رہے آں۔ IMF کے پاس کیوں گئے، ان کے قرضے اتارنے تھے، پیسے نہیں تھے تو قرضہ لیا قرضے اتارنے کے لئے، کن کے، ان کے، پلے کدے پے گئے، ساڈے کیونکہ ہم نے تو دینے ہیں، اس لئے دینے ہیں کہ ملک پاکستان کے حکمران ہیں۔ ان سے پوچھیں کہ قرضے لوؤ تُسی، کھا جاؤ تُسی، گرے لسٹ وچ پاکستان نوں پواؤ تُسی تے گلاں تُسی سانوں کرو کہ پاکستان گرے لسٹ وچ کیوں گیا اے۔ پاکستان گرے لسٹ میں منی لانڈرنگ کی وجہ سے گیا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین! پیسے جب مختلف ذرائع سے باہر نکلیں گے تو لوگ پھر دیکھیں گے۔ کہتے ہیں کہ 34 ہزار ارب روپے سے 48 ہزار ارب کر دیا۔ تے اے سٹیٹ بنک پاکستان توں detail لیلن تے جہڑے لتّے نے اوہ تے کنّوں نے؟ اسیں ایہناں دے قرضے پئے لانے آں۔(نعرہ ہائے تحسین)

یہ پیسے عمران خان اپنے گھر بنی گالہ نہیں لے گیا، عمران خان نے 72 کروڑ روپے سے رائیونڈ کی چار دیواری نہیں کروائی وہ انہوں نے کروائی ہے۔ یہ پیسے کس کے تھے؟ یہ ریڑھی

والے، ٹھیلے والے اور غریب آدمی کے تھے۔ یہ چار دیواری کس نے کروائی؟ رائیل فیملی نے کروائی۔ یہ کیوں کروائی؟ کیونکہ انہیں ڈر لگتا تھا۔ یہ 72 کروڑ روپیہ کس کا تھا؟ یہ ہمارا تھا اور یہ ٹیکس منی تھا۔ کیا یہ کبھی اس پر بولے ہیں؟ رائیونڈ میں صبح شام کتنے بندے ڈیوٹی کرتے تھے؟ تین ہزار دو سو لوگ ڈیوٹی کرتے تھے اور وہاں چڑیا پَر نہیں مارتی تھی۔ یہ یہاں باتیں کرتے ہیں۔ میں نے تو آپ کو کہا ہے کہ ایہناں کول دعا کرواؤ کیونکہ اے ولی اللہ نے۔

جناب چیئرمین! میری خواہش ہو گی کہ جب ان میں سے کوئی بندہ تقریر کر رہا ہو اور وہ یہ کہے کہ ہمارے پیٹ کے اندر قوم کا درد ہے اور آج سے ہماری ملوں کے اوپر چینی 50 روپے کلو فروخت ہوا کرے گی بے شک حکمران 100 روپے فروخت کریں ہم پروا نہیں کریں گے۔ یہ میں ان سے سننا چاہتا ہوں کیونکہ ان کے پیٹ میں قوم کا درد ہے۔ یہ صبح ہی چینی کا ریٹ 50 روپے کریں لیکن یہ نہیں کریں گے۔ ساری سبسڈیز انہوں نے لی ہیں، چینی مہنگی بیچی، پیسے ان کے پاس گئے اور یہ ہمیں کہہ رہے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

ان سے پوچھیں کہ پیسے کہاں گئے ہیں؟ ہم نے تو 2.46۔ ارب روپے کی سبسڈی دی ہے اور یہ پڑھی لکھی بات ہے۔ انہوں نے جو اپنے دور میں اتنے سال تک دیا اس کا کوئی حساب نہیں ہے۔ اہناں نوں کوئی پچھن آلا نئی، او سبسڈی کتھے جاندی سی؟ وہ بھی same انہی لائن پر دی گئی ہے۔ ان سے پوچھا جائے کہ وہ سبسڈی کہاں گئی ہے؟

جناب چیئرمین! میں آخر میں وزیر اعلیٰ پنجاب جناب عثمان احمد خان بُزدار، ان کی ساری ٹیم، فنانس ڈیپارٹمنٹ، پی اینڈ ڈی ڈیپارٹمنٹ، سی ایم سیکرٹریٹ کے سٹاف کو جنہوں نے بڑی محنت کے ساتھ دن رات کر کے عوام دوست بجٹ بنایا جس پر بڑی محنت کی گئی ہے، جس پر بڑی deliberations کی گئی ہے اور specially ان کی ٹیم کے قائد جناب ہاشم جواں بخت کو مبارک باد دیتا ہوں کہ انہوں نے بڑی محنت کے ساتھ بجٹ پیش کیا۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں اور آپ دیکھیں گے کہ ہم اس 560۔ ارب روپے کے ڈویلپمنٹ بجٹ کی maximum utilization کریں گے۔ اس کے لئے ہمارا پلان بھی ہے کہ ہم نے اس کو کس طرح سے لے کر چلنا ہے۔ ہم نے اس کی spending زیادہ سے زیادہ کرنی ہے تاکہ عوام تک اس کے اثرات پہنچیں۔ چاہے وہ ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ ہے، چاہے ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ ہے، چاہے انفراسٹکچر کا ڈیپارٹمنٹ ہے یا کوئی بھی

ڈیپارٹمنٹ ہے انشاء اللہ تعالیٰ اس کے اندر پاکستان جس مقصد کے لئے بنا تھا اس کے ثمرات اب آپ کو نظر آنا شروع ہوں گے۔ ہم انشاء اللہ تعالیٰ عمران خان کی قیادت اور وزیر اعلیٰ پنجاب کی راہنمائی میں آگے بڑھیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ آپ دیکھیں گے کہ پنجاب ترقی کرے گا، پاکستان ترقی کرے گا۔ بہت شکریہ۔ پاکستان زندہ باد۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین: سید عثمان محمود!

سید عثمان محمود: اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے آج مجھے fourth budget of the Provincial Assembly of the Punjab پر بولنے کا موقع دیا۔ میں اپنی بات کے آغاز سے پہلے پُر زور مذمت کرنا چاہوں گا جو ہم نے پچھلے تین روز قومی اسمبلی کے اجلاس میں دیکھا کہ وہاں جس قسم کے الفاظ کا چناؤ کیا گیا، جس قسم کی گفتگو اور گالم گلوچ کی گئی وہ انتہائی غیر مناسب تھی۔ یہ غیر مناسب رویہ on both sides of this august House تھا جس کی میں پر زور مذمت کرتا ہوں۔ میں اس کے ساتھ ساتھ مبارکباد دینا چاہوں گا Honorable Speaker of the Punjab Assembly چودھری پرویز الٰہی صاحب کو کہ انہوں نے ensure کیا کہ پنجاب اسمبلی کے بجٹ سیشن میں جو تقاریر ہوں گی خواہ اپوزیشن ممبران کی طرف سے ہوں یا ٹریژری ممبران کی طرف سے ہوں ان میں نظم وضبط، اس ایوان کی پاسداری اور تقدس کو ملحوظ خاطر رکھا جائے گا۔ تاکہ ہمارے کندھوں پر اس ملک کے باشعور غیور عوام نے جو ایک ذمہ داری کا بوجھ ڈالا ہے ہم اس کو یہ پیغام دے سکیں کہ واقعی ہم ہی اس ذمہ داری کو نبھانے کے اہل ہیں۔ تین سال گزر گئے ہیں جب ہم پہلی مرتبہ اس ہاؤس میں منتخب ہو کر آئے تھے تو ہم بہت responsibilities, hopes اور expectations کے ساتھ آئے تھے۔ کوئی ٹریژری بنچوں کا حصہ ہو یا اپوزیشن کا حصہ ہو ہم سب نے سوچا تھا کہ اس صوبے کی 12 کروڑ عوام کی بہتری کے لئے، فلاح کے لئے، بہبود کے لئے کچھ ایسے اقدامات لیں گے جس پر ہم اپنا حصہ ڈال سکیں۔ for the greater good of the Province of the Punjab مگر ہم نے پچھلے تین سالوں میں یہ دیکھا کہ 6 کروڑ کی آبادی جس کو اپوزیشن کے 172 ممبران represent کر رہے ہیں ان کو ٹریژری بنچوں کی طرف سے کارنر کر دیا گیا۔ چاہے تعلیم ہو،

صحت ہو، sanitation ہو اپوزیشن کے کسی حلقے کو اور اپوزیشن کے کسی ممبر کو حصہ نہیں دیا گیا۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ کیا ہمارے حلقوں میں رہنے والے لوگ اس ملک کے tax payers نہیں ہیں، اس ملک کی فلاح و بہبود کے حصے دار نہیں ہیں اور اس ملک میں contribute نہیں کرتے؟ پھر بتایا جائے کہ ہمارے ساتھ یہ سلوک کیوں ہے؟ اس کے ساتھ ساتھ میں آپ سے یہ سوال پوچھتا ہوں کہ "Have we done justice to the people of Punjab especially to the people of Southern Punjab" جو ہمارا سرائیکی وسیب ہے اس میں اپوزیشن کو بالکل sideline کر دیا گیا، ان کے تعلیم، صحت اور sanitation کے basic constitutional rights strip off کر دیئے گئے۔ میں وہ بات دہرانا چاہوں گا جو honorable Speaker نے پہلے دن کی تھی کہ

It is not the offices; it is not the establishments that honor men; but, it is the other way around. It is the men that honor office. Mr Chairman! What does it take for a person to honor an office; to honor a job; to honor an establishment? It is the conviction, the devotion, the determination to remain steadfast committed towards a resolve for the greater good of the downtrodden masses who have entrusted us with the power of their vote and sent us to these august Houses.

جناب چیئرمین! میری خواہش تھی کہ آج یہاں پر محترم پرویز الٰہی صاحب بیٹھے ہوتے کیونکہ پچھلے تین سالوں میں ان کی اس ہاؤس کی خود مختاری کی خاطر، اس ہاؤس کی dignity کی خاطر، اس ہاؤس کی strengthening کی خاطر جو contribution رہی ہے میں ان کا شکر گزار ہوں۔ آج Emergency Services Bill 2021 کا ذکر ہوا اس کا ٹوٹل سہرا محترم سپیکر کے سر جاتا ہے۔ اسی طرح Production Orders for the members of this august House کی بات کی گئی وہ پچھلے دس سالوں میں Rules and Procedures کا حصہ نہیں تھا اس کا کریڈٹ بھی Honorable Speaker چودھری پرویز الٰہی کو جاتا ہے۔ ہم نے ایک واقعہ دیکھا

جب Privilege Committee کو واقعی اپنے جوبن میں دیکھا اور اس کو فعال ہوتے دیکھا جب میر دوست محمد مزاری صاحب کا واقعہ پیش آیا تو IG پنجاب کو Honorable Speaker نے پنجاب اسمبلی کی کمیٹی میں پیش کرایا۔ The supremacy of the Assembly and the Committee was dictated. اس کے ساتھ میں فخر محسوس کرتا ہوں کہ میں اس کمیٹی کا بھی حصہ تھا جس کمیٹی میں Honorable Speaker نے چیئر کرتے ہوئے گندم کا ریٹ 2ہزار روپے فی من مختص کیا تھا۔ مگر unfortunately اس کمیٹی کی تجویز کو حکومت وقت نے رد کر دیا اور گندم کا ریٹ 2ہزار روپے کی بجائے 1800 روپے مقرر کیا گیا۔

جناب چیئرمین! اب میں بجٹ کی چند fact and figures پر آنا چاہوں گا۔ میں قطعی طور پر تنقید برائے تنقید کا کبھی حامی نہیں رہا۔ I have always tried to contribute as an academic/as a member of this august House. مگر تھوڑے سے جو اعداد و شمار ہمیں دیئے گئے اس میں وفاق اور صوبے کے معاملات میں کچھ تضاد تھا۔ مثال کے طور پر جب ہم 21-2020 کے tax collection targets نکالتے ہیں تو وہ 4.9 ٹریلین روپے تھے جبکہ وہ ٹارگٹ موجودہ حکومت کے achieve کرنے میں 500۔ ارب روپے کا deficit رہا ہے اور تقریباً آج fiscal deficit کی شرح 6.3 فی صد ہے۔ انہوں نے جو موجودہ سال 22-2021 کا ٹارگٹ fix کیا وہ 5.8 کھرب روپے fix کیا اور جو فیڈرل گورنمنٹ نے growth figures دیئے وہ 4.8 فی صد کے دیئے جبکہ پراونشل منسٹر ابھی اس اگست ہاؤس میں بیٹھے ہیں انہوں نے جو growth figures دیئے وہ 3.94 فی صد کے دیئے۔ آج کی تاریخ پر شرح نمو یعنی پاکستان میں inflations جو ہے that is 7.1 فی صد تو میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ چلیں ہم صوبائی وزیر خزانہ کے growth figures کو چھوڑ دیتے ہیں اور وفاق کے جو exaggerated figures ہیں ان کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے اور inflation کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے ہم 15 فیصد growth اس میں رکھ لیتے ہیں مگر جو 15 فیصد growth remaining ہے جو انہوں نے 5.8 کھرب روپے کا ٹارگٹ رکھا ہے وہ کیسے achieve ہو گا؟ At the same time یہ کہتے ہیں کہ انہوں نے ٹیکس فری بجٹ دیا جبکہ انہوں نے بہت clear cut طریقے سے 375 سے 380۔ ارب روپے کے ایڈیشنل ٹیکسز

کا ذکر کیا۔ اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے 600 ارب روپے پٹرولیم لیوی سے اکٹھا کرنے کا بھی ایک ٹارگٹ سیٹ کیا ہے جس کے detrimental effects آئیں گے۔ تمام اشیاء خورد و نوش کی قیمت میں اضافہ ہوگا which will become unaffordable جو پچھلے سال کی وفاقی حکومت کی PSDP تھی وہ ساڑھے 600 ۔ارب روپے کی تھی جبکہ حکومت صرف 421۔ارب روپے خرچ کرنے میں کامیاب ہوئی اور 230۔ارب روپیہ lapse ہوگیا۔ P&D محکمے نے 563۔ارب روپے ریلیز کیا تھا اس کے باوجود ان کی negligence اور lack of capacity اس بات پر واضح ہوتی ہے کہ 230۔ارب روپے کی جو اضافی economic activity create ہو سکتی تھی وہ ان کی negligence اور lack of capacity کی وجہ سے lapse ہوگیا۔ اس سال انہوں نے PSDP 900۔ارب روپے پر رکھا ہے اللہ جانتا ہے کہ اس کا کتنے فیصد خرچ کرنے میں یہ کامیاب ہوں گے۔ ہمیں یہ بتایا گیا کہ پنجاب میں جو ان کو tax collection کا ٹارگٹ دیا گیا تھا وہ 317 بلین روپے تھا اس کے باوجود 13.1 فی صد انہوں نے زیادہ ٹیکس collect کیا اور موصوف منسٹر فنانس نے اپنی بجٹ speech میں بتایا کہ 359 بلین روپے فنانس ڈیپارٹمنٹ نے tax collect کیا تو میں ان سے پوچھتا ہوں کہ اگر ان کی اتنی efficient tax collection تھی تو NFC نے صوبے کا جو شیئر ہے وہ 153۔ارب روپے کیوں گھٹایا؟

جناب چیئرمین! میں آپ کی توجہ چاہوں گا۔ میں پھر دہراتا ہوں کہ اگر ان کی tax collection اتنی efficient تھی اور ٹارگٹ سے بڑھ کر تھی تو NFC کے تحت ہمارا شیئر 150۔ارب سے کیوں گھٹایا گیا؟۔۔۔

جناب چیئرمین: جی، please wind up کیجئے گا کافی لوگ wait کر رہے ہیں۔

سید عثمان محمود: جی، جناب چیئرمین! I will try to wind up as soon as possible. اسی طرح انہوں نے بتایا کہ تاریخی پیکج کووڈ ریلیف فنڈ کا 1.24 کھرب روپے کا تھا، اگر وہ اتنا تاریخی پیکج تھا تو آپ آڈٹ رپورٹ کو delay کیوں کر رہے ہیں؟ اگر آپ کا اتنا صاف شفاف طریقے سے کووڈ ریلیف پیکج خرچ ہوا ہے تو You should make it public acknowledge. You should

portray your magnanimity and put it out thereاور سب کو پتا ہونا چاہئے۔ مگر میں اپنی بات کے ساتھ ساتھ ایک دو اور چیزیں بھی بیچ میں ڈالنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے بولا کہ ہماری debtاورexportsکے حوالے سے بہت جامع پالیسی تھی۔ میں ان کو بتاتا چلوں کہ آپ نے پاکستان کی کرنسی کو against the rupee 35سے40فیصد depreciateکیا جبکہ آپ نے at the same timeاپنےinterest ratesکو ساڑھے تیرہ فیصد پر رکھا۔ اسpointپر اگر آپ دیکھیں تو آپ کی جو stagnant exportsتھی، میں قطعی طور پرPLM(N)کی ایکسپورٹ پالیسی کا حامی نہیں ہوں۔ ان کے پانچ سال میں ایکسپورٹ 24۔ارب ڈالر پر stagnant تھی مگر آپ کی جو پالیسی تھی آپ نے پاکستانی روپے کو چالیس فیصد depreciate بھی کیا، آپ interest rate کو بھی ساڑھے تیرہ فیصد پر کیا پھر بھی آپ کیexports 25.5 billion dollarپرstagnant تھیں۔ میںinflationاورfood insecurityپر آنا چاہوں گا اور please I am the first person to speak from Peoples Partyمیرے پر یہtime constraintنہ رکھیں۔kindlyان کو بار بارbuzzer بجانے سے منع کریں .They are interrupting me اور میری ساری attention disturbہو رہی ہے۔ میں inflations اور food insecurity پر آنا چاہوں گا۔ ہمارے منسٹر موصوف صاحب نے یہ فرمایا کہ ان کا in terms of agriculture produce record breakہوا ہے۔ میں یہ بتانا چاہوں گا انہوں نے بولا کہ گندم کی 8فیصدproductionبڑھ گئی، چاول کی 28فیصدproductionبڑھ گئی اور شوگر کین کی 31فیصدproductionبڑھ گئی تو کیا ان کو اسrealityکا نہیں پتا کہ آج پاکستان ایکfood insecure nationہے six to out of ten Pakistani's are food insecure یہ میرا سروے نہیں ہے یہ United Nationsکا conductکرتا سروے ہے۔ اگر ہم اتنے خود کفیل اور خود مختار ہو گئے ہیں تو ہمیں کیا نوبت آئی تھی کہ ہم نے 50ہزار میٹرک ٹن چینیimportکی؟ ہم نے 21-2020میں 3.4ملین میٹرک ٹن گندم importکی؟ ہم اپنے کسان کو 1400روپے دے رہے تھے جبکہimportedگندم کو 2200روپے فی من دے رہے تھے اور ہم آج بھی اس سال 1.1 ملین میٹرک ٹن گندمimportکرنے جا رہے ہیں۔ آپ یہ منسٹر صاحب سے پوچھ لیجئے گا۔ اس کے ساتھ ساتھ کاٹن which is the largest contributor to the exports of Pakistanیعنی کاٹن اور ٹیکسٹائل کا 14۔ارب ڈالر کا

اگر ہم اتنے ہی In the Pakistan's exports of 24 to 25 billion ہے contribution efficient تھے تو مجھے آپ یہ بتائیں کہ ہماری cotton کی production 14 ملین bales سے گھٹ کر 5.6 million bales پر کیوں آئی؟ اور ہم نے 1.84 ارب ڈالر کی کاٹن کیوں import کی؟ یہ بڑا آسان ہوتا ہے الفاظوں کا گورکھ دھندہ but we should stick to realities/ facts and figures. اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی بتانا چاہوں گا کہ۔۔۔۔

جناب چیئرمین: جی، please, wind up کیجئے۔

سید عثمان محمود: جناب چیئرمین! Once again I am the first person to speak from Pakistan Peoples Party. You cannot ask me to wind up please. Kindly یہاں پر دو گھنٹے بھی بات کی گئی ہے اور ہم نے خاموشی سے بیٹھ کر اپنی باری کا انتظار کیا ہے۔ میں جنوبی پنجاب کی بات کروں گا۔ میرا وسیب۔۔۔

جناب چیئرمین: آپ پارلیمانی لیڈر کی جگہ بول رہے ہیں؟

سید عثمان محمود: جناب چیئرمین! میں جس کی جگہ بھی بول رہا ہوں آپ kindly جناب عنایت اللہ لک صاحب کو بولیں کہ وہ تشریف رکھیں۔ Let me continue Kindly don't interrupt. میں یہ چوتھی دفعہ request کر رہا ہوں؟ Can I continue?

جناب چیئرمین: جی، please windup کریں۔

سید عثمان محمود: جناب چیئرمین! جنوبی پنجاب کے لئے پچھلے سال کی اے ڈی پی میں block allocation 156 ارب روپے تھی۔ اس سال آپ نے 184۔ارب روپے کے فنڈز allocate کئے ہیں۔ پہلے سال کی بجٹ speech میں شیخ زید ہسپتال نیا بنانے کا بھی معزز فنانس منسٹر نے mention کیا تھا، آج تک اُس کی اینٹ بھی نہیں رکھی گئی بجائے اس کے کہ نیا ہسپتال بنتا آپ نے موجودہ شیخ زید ہسپتال کے عملہ کو اور PHSMC کے عملہ کو بھی نوکریوں سے فارغ کرنا شروع کر دیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ہماری خواجہ فرید یونیورسٹی کا 4 سے 5 بلین روپے کا فنڈ ہے جس کے وہ انتظار میں ہیں، آج بھی ہمارے بی ایس سی، ایم ایس سی کے جو پروگرامز ہیں they are costing three times more than what Punjab University in Lahore is

offering یہ realities ہیں۔ آپ نے جنوبی پنجاب صوبے کو 100 روز میں عملی جامعہ پہنانا تھا، آپ نے ہمیں سیکرٹریٹ کا lollypop دے دیا، ہم کل بھی سیکرٹریٹ کو مسترد کرتے تھے، ہم آج بھی سیکرٹریٹ کو مسترد کرتے ہیں۔ This is neocolonialism adding another bureaucratic tier جو نا منظور ہے This is just adding on to the administrative costs, nothing else اس میں رفاہِ عامہ کا کوئی بھلا نہیں ہے۔ Good governance is good politics ہمارا یہ وطیرہ ہے اگر آپ یہ دیکھیں کہ پچھلے تین سال میں آپ نے بلدیاتی نظام کی تو دھجیاں اُڑا دی ہیں، آپ نے Article 32, Article 37, Article 140 (A) of the Constitution کو کسی کھاتے میں نہیں گنا۔ ٹائیگر فورس آپ کی نظر میں، آپ کی حکومت کی نظر میں لوکل گورنمنٹ سسٹم کا نعم البدل تھا، خیر وہ آپ کی صوابدید ہے۔

جناب چیئرمین! آپ کی حکومت کی legacy کیا ہے پچھلے تین سال میں چھ IGs، چار چیف سیکرٹریز، تین سینئر ممبر بورڈ آف ریونیو، لاہور اور ڈی جی خان کے کمشنر چار مرتبہ، سیکرٹری ہائر ایجوکیشن سات مرتبہ، سیکرٹری سکول، سیکرٹری اری گیشن، سیکرٹری فوڈ، سیکرٹری لائیوسٹاک، سیکرٹری ماحولیات، سیکرٹری سروسز، سیکرٹری ٹرانسپورٹ آپ نے اِتنے سیکرٹری بدلے کہ بندہ اِتنی دفعہ، خیر اب میں اس کی تفصیل میں نہیں جانا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین! میں بڑا خوش نصیب ہوں کہ معزز فنانس منسٹر یہاں پر تشریف فرما ہیں میں ان کی نظر ہمارے ایک انقلابی شاعر شاکر شجاع آبادی ہیں اُن کا ایک شعر ہے جو میں اِن کی نظر کروں گا اور یہ اُن چند لوگوں کی طرف سے شعر ہے جن تک 50 لاکھ گھر نہیں پہنچے، 1 کروڑ نوکریاں نہیں پہنچیں، انڈے، مرغیاں، کٹے، شہد سے آپ نے پاکستان کے قرضے اُتارنے تھے اُن تک وہ نہیں پہنچے اور جن تک دودھ اور شہد کی آپ نے نہریں بہائی ہیں وہ اُن تک نہیں پہنچیں This is for the Honorable Finance Minister.

فکر دا سج ابھردا ہئے سوچیندیں شام تھی ویندی
خیالیں وچ سکون اج کل گولیندیں شام تھی ویندی
انھاں دے بال ساری رات روندین، بُھک توں سُمدے نئ
جنھاں دی کہیں دے بالاں کوں کھڈیندیں شام تھی ویندی

کڈھیں تاں دُکھ وی ٹل ویسن کڈھیں تاں سکھ دے ساہ ولسن
پُلا خالی خیالاں دے پکیندیں شام تھی ویندی
میڈا رازق رعایت کر نمازاں رات دیاں کردے
جو روٹی رات دی پوری کریندیں شام تھی ویندی
میں شاکر بُھک دا ماریا ہاں مگر حاتم تُوں گھٹ کائنی
قلم خیرات مینڈی ہے چلیندیں شام تھی ویندی

جناب چیئر مین! بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: جی، ڈاکٹر محمد افضل!

جناب محمد افضل: جناب چیئرمین! نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم والصلوۃ والسلام علی سید المرسلین اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نہایت ہی واجب احترام جناب چیئرمین، مقدس ایوان کے مقدس راہنماؤں اسلام وعلیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

جناب چیئرمین! ہم جانتے ہیں کہ موجودہ حالات میں سالانہ بجٹ بنانا کتنا مشکل کام تھا لیکن میں وزیراعلیٰ پنجاب سردار عثمان بزدار اور وزیر خزانہ مخدوم ہاشم جواں بخت اور اُن کی ٹیم کو مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے متوازن بجٹ دیا۔ مجھے یہ جان کر خوشی ہوئی کہ اس دفعہ جنوبی پنجاب کے لئے تقریباً 34 فیصد 35 فیصد بجٹ رکھا گیا اور یہ جان کر بھی خوشی ہوئی کہ یہ بجٹ صرف جنوبی پنجاب کے اضلاع میں ہی لگے گا کہیں اور شفٹ نہیں ہوگا لیکن اس کے ساتھ تھوڑی سی مایوسی بھی ہوئی جب میں نے بجٹ کی کتاب پڑھی تو اُس میں شاید بہاولپور کو جنوبی پنجاب کا حصہ نہیں سمجھا گیا اگر سمجھا گیا ہے تو بہت کم یہ شاید اس چیز کے لئے تھا کہ ہم شاید بہاولپور صوبے کا نعرہ لگاتے تھے لیکن خوش قسمتی یہ ہے کہ ہمارے وزیر خزانہ صاحب کا بھی جنوبی پنجاب سے تعلق ہے۔

جناب چیئرمین! قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ہم نے تمام مخلوق کو پانی سے پیدا کیا، نبی آخر زماں ﷺ کا فرمان ہے کہ بہترین صدقہ پانی پلانا ہے روایت میں یہاں تک آتا ہے کہ بنی اسرائیل کی ایک گنہگار عورت اس لئے بخش دی گئی کہ اُس نے ایک کتے کو پانی پلایا تھا یہ پانی کی اہمیت ہے۔ میں نے یہ تمہید اس لئے باندھی ہے کہ میرا تعلق بہاولپور کی تحصیل یزمان منڈی سے

ہے کیوں کہ وہ ٹیل پر ہے اور backward area ہے نیچے کا پانی کڑوا ہے اور وہاں کے لوگ پانی کی بوند بوند کو ترستے ہیں۔ پانی ہماری زندگی ہے، پیداوار کا ضامن ہے، ہماری بقا کا ذریعہ ہے۔ بالائی پنجاب سے جنوبی پنجاب کی طرف پانی کو جاتے ہوئے یا تو نظر لگ جاتی ہے یا راستہ بھٹک جاتا ہے بد قسمتی ہے بارشیں بھی بہت کم ہوتی ہیں۔

جناب چیئرمین !میرے حلقے میں زیادہ تر صحرائے چولستان جس کو روہی کہتے ہیں اکثر لوگ جانتے ہیں کہ وہاں پر ایک انٹرنیشنل لیول کی جیپ ریلی کا ہر سال ایک event ہوتا ہے یہ 66 لاکھ ایکٹر رقبہ پر محیط ہے، یہ چولستان کا 60 فیصد ایریا بہاولپور میں ہے، 25 فیصد رحیم یار خان میں ہے اور 15 فیصد صرف بہاولنگر میں ہے 4.5 لاکھ لیٹر دودھ روزانہ چولستان سے شہروں کو مہیا کیا جاتا ہے۔ Cattle Market میں 90 فیصد جو جانور آتے ہیں وہ چولستان کے آتے ہیں جو ملک کی گوشت کی ضرورت کو پورا کرتے ہیں۔ بد قسمتی سے اُس حساب سے ہمارا 60 فیصد شیئر بہاولپور کا بنتا تھا۔ میں آپ کو تھوڑے سے figures بتاؤں ہماری بہاولپور کی 4 یونین کونسلز ہیں، ہمیں 450 ملین روپے دیئے گئے ہیں ہمیں اس سے کوئی غرض نہیں کہ رحیم یار خان کو کیوں زیادہ دیا گیا ہے کہ وہاں 2 یونین کونسلز تھیں اُنہیں 500 ملین روپے دیئے گئے ہیں لیکن میری گزارش یہ ہے کہ ہمارے 1 ہزار ملین روپے بنتے تھے ہمیں کم از کم 7 سو 8 سو ملین روپے دیئے جاتے ہمیں 4 ملین روپے دیئے گئے ہیں یہ discrimination نہیں ہونی چاہئے۔

جناب چیئرمین !میں پانی پر بات کر رہا تھا اس دفعہ جو ہمارے ساتھ زیادتی ہوئی ہے میلسی سائفن کا کنٹرول ملتان کو دے دیا گیا ہے اور ہیڈ اسلام کا کنٹرول ہمیں دے دیا گیا ہے ہیڈ اسلام وہ ہے جہاں پر پانی نہیں ہے دریا سوکھا ہوا ہے۔ 1960 میں سندھ طاس معاہدہ کے تحت ستلج اور راوی کا کنٹرول انڈیا کو دے دیا گیا تھا اور ہمیں پانی دینے کے لئے SMB لنک بنائی گئی تھی اُس کا جب کنٹرول head end پر چلا جائے گا تو head end والے ٹیل والوں کا کس طرح دفاع کر سکیں گے۔

جناب چیئرمین: اجلاس کا وقت آدھا گھنٹہ بڑھاتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر بحکم جناب چیئرمین اجلاس کا وقت 30 منٹ بڑھا دیا گیا)

جناب محمد افضل: جناب چیئرمین !اس سال بہاولپور اور رحیم یار خان میں بھی یہی حال ہوا ہے ہماری کپاس کی فصل کاشت نہیں ہو سکی، ہماری گزارش یہی ہے کہ پانی کی کمی ہے لہذا جتنی پانی کی کمی ہے اس ratio سے ہمیں پانی فراہم کیا جائے۔ تین دن پہلے کی بات ہے کہ ہم تین ایم پی ایز منسٹر صاحب کے آفس میں گئے انہوں نے ہمیں بہت اچھا response دیا اس دن کی رپورٹ کے مطابق 5 ہزار کیوسک پانی میلسی سائفن سے release ہو رہا تھا اور ہیڈ لال سوہارہ پر ہمیں 3500 کیوسک پانی مل رہا تھا یعنی 1500 کیوسک پانی صرف 120 بر جی کے درمیان ضائع ہو رہا تھا تو یہ سن کر منسٹر صاحب بھی پریشان ہو گئے کہ پتا نہیں اتنا پانی کہاں جا رہا ہے اور یہ بھی پتا نہیں کب سے یہ پانی کم آ رہا تھا؟ میری گزارش یہی ہے کہ ہمارا جو شیئر ہے کمی کے مطابق ہمیں دیا جائے اور میلسی سائفن کا کنٹرول جس طرح پہلے tail end پر تھا اسی طرح سے کیا جائے ورنہ بہاولپور بنجر ہو جائے گا۔

جناب چیئرمین! الحمد اللہ چودھری پرویز الٰہیٰ صاحب جب وزیر اعلیٰ تھے انہوں نے چولستان میں واٹر سپلائی کی 255 کلومیٹر لمبی پائپ لائنیں بچھائی تھیں جو کہ اب تک چل رہی ہیں۔ پچھلے دور حکومت میں یہ پائپ لائنیں نہ تو extend ہوئیں اور نہ ہی ان کی مرمت کی مد میں کوئی فنڈ رکھا گیا۔ پچھلے دور میں وزیر اعلیٰ صاحب وہاں پر تشریف لے گئے اور انہوں نے 2۔ارب روپے کے پیکج کا اعلان بھی کیا لیکن بدقسمتی سے ایک روپیہ بھی نہیں ملا وہ اعلان صرف اعلان ہی رہ گیا۔ الحمد اللہ اب سردار عثمان بزدار کی قیادت میں کام ہو رہے ہیں لہذا میں ان کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین !چولستانیوں کو 205 کیوسک پانی regular مل رہا تھا لیکن 2008 سے اس سلسلہ کو ختم کر دیا گیا اور کہا گیا کہ آپ کی یہ نہریں flood channels ہیں۔ میری آپ کے توسط سے گزارش ہے کہ چولستانیوں کا پانی 205 کیوسک دوبارہ سے بحال کیا جائے تاکہ ان کا جو حق ہے ان کو ان کا حق مل سکے۔ کسی چولستانی شاعر نے کیا خوب کہا ہے کہ

خدارا کوئی تے ونج دیوے سنیہا خود اواناں وچ
اجاں کہ تائی ترے ڈیسو تساں روہی دے واسیاں کوں

جناب چیئرمین! پہلے جو الاٹ شدہ لاٹیں تھیں وہ زر مستاجری 500 روپے فی یونٹ تھی اب 5000 روپے کر دی گئی ہے یہ 500 روپے سے 5000 روپے کر دی گئی ہے اتنے کی ایک لاٹ

نہیں ملتی۔ میری گزارش یہ ہے کہ چولستان کا مقابلہ اپر پنجاب سے نہ کیا جائے۔ یہ ریٹ 500 روپے سے اگر بڑھا مقصود بھی ہے تو اس کو کسی ratio سے بڑھایا جائے یہ 500 روپے سے 5000 روپے کر دینا بہت بڑی زیادتی ہے۔ میری آپ سے humble request ہے اس کو واپس 500 روپے کیا جائے کیونکہ یہ غریبوں پر مہربانی ہو گی۔ وہ غریب لوگ ہیں وہ اتنی مہنگی لاٹ afford نہیں کر سکتے وہاں اتنے پیسوں میں چولستان کو لاٹ ہی نہیں ملتی۔

جناب چیئرمین! چولستان کے شیخ زید میڈیکل کالج میں صرف ایک سیٹ ایم بی بی ایس کے لئے رکھی گئی ہے جبکہ پہلے یہ سیٹیں زیادہ ہوا کرتی تھیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ باقی پسماندہ اضلاع کے میڈیکل کالجز میں 10 سے 15 سیٹیں ایم بی بی ایس کے لئے ہیں لیکن بہاولپور کو صرف ایک سیٹ دی گئی ہے جو کہ زیادتی ہے لہذا میری گزارش ہے کہ ان سیٹوں کی تعداد میں اضافہ کیا جائے اور کچھ سیٹیں قائداعظم میڈیکل کالج میں رکھی جائیں اور کچھ سیٹیں شیخ زید میڈیکل کالج میں رکھی جائیں۔ دوسرا ٹیکنالوجی کالج کے ہر شعبے میں دو دو سیٹیں تھیں جو کہ اب ختم کر دی گئی ہیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ ٹیکنالوجی کالج میں جو سیٹیں پہلے چولستانیوں کے لئے رکھی گئی تھیں ان کو دوبارہ بحال کیا جائے۔

ایسا بھی اک وقت آئے گا اہل چمن تعظیم کریں گے
جو بھی کہیں گے دیوانے وہ اہل خرد تسلیم کریں گے
اب کے برس اے اہل چمن ہم اپنا حصہ پورا لیں گے
پھولوں کو تقسیم کریں گے کانٹوں کو تقسیم کریں گے

جناب چیئرمین! مرزا غالب نے صدیوں پہلے فرمایا تھا کہ " تندرستی ہزار نعمت ہے۔" قائداعظم نے بجا طور فرمایا تھا کہ "صحت مند مائیں ہی صحت مند معاشرے کی ضمانت دے سکتی ہیں۔" ہمارا دین تو یہاں تک کہتا ہے کہ " جس نے ایک انسان کی جان بچائی گویا اس نے پوری انسانیت کی جان بچائی۔" حکومت کی صحت کے بارے میں بہت سی تجاویز بہت اچھی ہیں جس طرح کہ صحت کارڈ اس کی ایک مثال ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ صحت کارڈ بالکل ٹھیک ہے لیکن صحت کارڈ تب ہی کامیاب ہو گا جہاں پر صحت کی سہولیات ہوں گی۔ بہاولپور میں ایک میڈیکل کالج ہے اور ایک بہاولپور وکٹوریہ ہسپتال ہے۔ بہاولپور میں ایک نیا سول ہسپتال بنا تھا لیکن وہ اب گزشتہ

ڈیڑھ سال سے کرونا کی زد میں ہے وہاں پر کرونا کے مریض ہیں۔ میری آپ بد قسمتی سمجھیں کہ اس دن مجھے منسٹر صاحبہ نے یہاں ایوان میں مبارک باد دی کہ ہم نے بہاولپور ڈینٹل کالج اور دو تین مزید سکیمیں اس بجٹ میں ڈال دی ہیں لیکن جب بجٹ پیش ہوا تو ایک بھی سکیم بہاولپور کی نہیں تھی اور صرف 77 کروڑ روپے دو ongoing schemes جو کہ Thalassemia Center, Bone Marrow Transplant، اور ایک نیورو سرجری سنٹر جو کہ تقریباً مکمل ہو چکی ہیں ان کے لئے رکھے گئے ہیں۔ رحیم یار خان کے لئے بھی صرف 80 کروڑ روپے بجٹ میں رکھے گئے ہیں۔ یہاں پر وزیر خزانہ بھی تشریف فرما ہیں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ تین ارب روپے ڈی جی خان اور ملتان کے لئے کیوں رکھے گئے ہیں؟ میں صرف یہ گزارش کر رہا ہوں کہ ہمیں ہمارا حق تو ملنا چاہئے۔ یہ بات میری سمجھ سے بالاتر ہے کہ بجٹ میں ان سکیموں کو شامل کیا گیا لیکن پھر آخری وقت میں ان سکیموں کو بجٹ سے کیوں نکال دیا گیا، یہ میرا آپ سے سوال ہے؟

جناب چیئرمین! اسی طرح پرائمری، سیکنڈری صرف بہاولپور کے لئے 200 ملین روپے اور ڈی جی خان کے لئے 1100 ملین روپے رکھے گئے ہیں۔

جناب چیئرمین: ڈاکٹر صاحب! باقی دوستوں نے بھی بات کرنی ہے وہ اپنی باری کا انتظار کر رہے ہیں۔

جناب محمد افضل: جناب چیئرمین! میں نے دو تین اہم پوائنٹس پر بات کرنی ہے اور صرف 2 منٹ میں میری بات ختم ہو جائے گی۔

جناب چیئرمین: جی، ٹھیک ہے۔

جناب محمد افضل: جناب چیئرمین! پنجاب یونیورسٹی، کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج، اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور، صادق پبلک سکول بہاولپور، ایس ای کالج بہاولپور اور وکٹوریہ ہسپتال بہاولپور یہ وہ ادارے ہیں جو کہ نواب سر صادق محمد خان عباسی نے اپنے اس دور میں بنوائے۔ آپ نواب صاحب کا اُس دور میں vision دیکھیں کہ جنہوں نے ہیلتھ سیکٹر اور ایجوکیشن سیکٹر میں اتنا کام کیا لیکن آج بد قسمتی سے اس بجٹ میں 86 کالج رکھے گئے ہیں لیکن بہاولپور کے لئے ایک کالج بھی نہیں رکھا گیا۔ مجھے یہ تکلیف نہیں کہ 19 کالج ڈی جی خان کے لئے کیوں رکھے گئے ہیں لیکن مجھے

تکلیف یہ ہے کہ بہاولپور کے لئے بجٹ میں ایک کالج بھی نہیں رکھا گیا۔ تعلیم سیکٹر میں یہ وہی سکیمیں reflect کی ہیں جو کہ ہم نے اپنے فنڈز سے دی ہیں۔ ایک کالج بھی گورنمنٹ کی طرف سے نہ دیا گیا ہے۔ میرے پورے حلقے میں نہ ہی کوئی گرلز کالج ہے اور نہ ہی کوئی بوائے کالج ہے۔ مجھے 10 بار فون آتا تھا کہ ڈاکٹر صاحب PC-1 بن رہا ہے آپ اپنی سکیمیں دیں۔ آج ایک کالج بہاولپور کے لئے نہیں ہے۔ میں یہاں اتنا ضرور کہوں گا۔

قحط کی زندہ قوم پر پڑ گئی عجب افتاد

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے تاجر و استاد

جناب چیئرمین! کھیلوں کے لئے یہ قول ہی کافی ہے کہ واٹر لو کی جنگ Eton کے کھیل کے میدان کی بدولت ہی جیتی جا سکی تھی۔ اتنا کہنا ہی کافی ہے کہ جن قوموں کے کھیلوں کے میدان آباد ہوتے ہیں ان کے دشمن ہمیشہ میدان جنگ میں برباد ہوتے ہیں لیکن بدقسمتی سے اس بجٹ میں بہاولپور کے لئے سپورٹس کی مد میں ایک روپیہ بھی نہیں رکھا گیا۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے ڈیسک بجائے گئے)

جناب چیئرمین! یہ میرے اپوزیشن کے بھائی ڈیسک بجا رہے ہیں۔ ان کے دور میں انہوں نے ہمارے ساتھ یہ کیا تھا کہ آخری سال میں 8،8 اور 10،10 سکیمیں رکھیں اور ان کے لئے تھوڑی تھوڑی سی رقم رکھ دی۔ 17-2016 کے بجٹ میں میرے حلقے میں ایک سٹیڈیم کے لئے 5 کروڑ روپے کی سکیم رکھی گئی تھی لیکن اس کے لئے 5 لاکھ روپے رکھے گئے تھے۔ اس سے کیا ہونا تھا؟

جناب خلیل طاہر سندھو: جناب چیئرمین! ان کو ہم نے 10،10 سکیمیں دی تھیں۔

جناب محمد افضل: جناب چیئرمین! اوہ سکیماں اج وی اوتھے ہی رلدیاں پھر دیاں نیں۔ پچھلے سال 18 لاکھ روپے رکھے گئے تو کسی ٹھیکیدار نے کام نہیں لیا اور موجودہ سال تو کوئی پیسا ہی نہیں رکھا گیا تو یہ discrimination کیوں ہے؟ ہم کہتے ہیں کہ جنوبی پنجاب بنے ہمیں اس میں کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن ہمارا صوبہ بہاولپور بحال کیا جائے۔ ہمار صوبہ بہاولپور تھا اس لئے وہ ایک directive order پر بحال ہو جانا ہے۔ میں آخر میں آپ کی توسط سے صرف ایک شعر عرض کرنا چاہتا ہوں:

مجھ سے اونچا تیرا قد ہے حد ہے
پھر بھی سینے میں حسد ہے حد ہے
تیری ہر بات ہی سر آنکھوں پر
میری ہر بات ہی رد ہے حد ہے

شکریہ۔

جناب چیئرمین: جی، رانا مشہود احمد خان!

رانا مشہود احمد خان: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم، بِسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ محترم جناب چیئرمین! جب قائد حزب اختلاف نے وزیر خزانہ کی بجٹ تقریر کے بعد بات کی تو ہمارا خیال تھا کہ ہم issues اور صوبے کی فلاح و بہبود کے حوالے سے بات کریں گے لیکن بد قسمتی سے وزیر صنعت میاں اسلم اقبال صاحب نے جو بات کی میں اس پر یہ کہنا چاہوں گا کہ جو Martin Luther King نے کہا تھا کہ "A lie cannot live." اور اس کے ساتھ ساتھ Ron Paul نے کہا تھا کہ "Truth is treason in the empire of lies." آج جب یہ حکومت اپنا چوتھا بجٹ دے رہی ہے تو اس بجٹ کے اندر ہمیں سوائے جھوٹ کے اور کچھ نظر نہیں آتا، ہمیں سوائے وہ جھوٹے وعدے جو عمران خان صاحب پچھلے 22 سال سے قوم سے کرتے رہے، قوم کے نوجوانوں کو گمراہ کرتے رہے۔ اسی طرح آج اس بجٹ کے document سے پھر قوم کو گمراہ کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے جبکہ اس حکومت کا track record پچھلے تین سالوں کے اندر سامنے آچکا ہے۔ آج یہاں پر floor of the House on جب آپ issues کی بجائے سانحہ ماڈل ٹاؤن کی بات کرتے ہیں تو پھر آپ کو یاد رکھنا پڑے گا کہ جب ماڈل ٹاؤن کا سانحہ ہوا تھا تو اس وقت اخبارات میں ایک لندن پلان کا ذکر آیا تھا اور جن لوگوں نے لندن میں بیٹھ کر سارا پلان تیار کیا تھا ان کے نام بھی آئے تھے۔ اسلام آباد دھرنے کے اندر ماڈل ٹاؤن کے اوپر قبریں کھودی گئیں اور شارع دستور پر قبریں کھودنے والے ڈاکٹر طاہر القادری اور ان کے پیروکاروں نے آج اس حکومت کے خلاف احتجاج کا اعلان کر دیا ہے۔ ان کو بات کرنے سے پہلے حقائق کو سامنے رکھنا چاہیئے، ان کو بات کرنے سے پہلے اپنے گریبان میں جھانکنا چاہیئے یہ سانحہ ماڈل ٹاؤن کے نیچے ساہیوال کے وقوعہ کو نہیں چھپا سکتے۔ اس حکومت کی بے حسی دیکھیں کہ وہ بچے جن

کو والدین سے محروم کر دیا گیا ان کے لئے آج تک انہوں نے کچھ نہیں کیا۔ یہاں پر میاں اسلم اقبال نے کہا کہ بے دردی سے درخت کاٹے گئے آپ اس کمیشن کی رپورٹ اٹھا کر دیکھ لیں، خالی میٹرو کے پراجیکٹ نہیں، خالی اورنج لائن کا پراجیکٹ نہیں بلکہ شہباز شریف پنجاب کے اندر کوئی بھی پراجیکٹ شروع کرتے تو سب سے پہلے انوائرنمنٹ کے حوالے سے خصوصی میٹنگز ہوتی تھیں اور میں یہ on floor of the House آپ کو بتا رہا ہوں اگر ہم کسی جگہ سے ایک درخت کاٹتے تو اس کی جگہ پانچ درخت لگاتے تھے۔ انوائرنمنٹ کے اوپر سول سوسائٹی اور انوائرنمنٹ ڈیپارٹمنٹ کی رپورٹیں اس پراجیکٹ کا حصہ ہوتی تھیں۔ میں یہاں پر یہ بھی کہنا چاہوں گا کہ جس طرح میں نے پہلی مثال دی ہے اسی طرح کی مثال دے رہا ہوں اور یہ ارسطو نے کہا تھا کہ تنقید کے لئے علم کا ہونا ضروری ہے جب کہ نکتہ چینی کے لئے جہالت ہی کافی ہے۔ آج بد قسمتی سے جب ہم یہاں حکومتی بنچوں کی گفتگو سنتے ہیں تو صرف اور صرف جھوٹ اور Goebbels کا پراپیگنڈا زندہ ہوتا نظر آتا ہے کہ جھوٹ اتنا بولو اور اتنی تواتر سے بولو کہ سچ لگنے لگ پڑے۔ میں اس کی مثال دوں گا کہ ابھی یہاں پر چینی مافیا کی بات کی گئی، ہم نے اللہ کے فضل سے چینی مافیا پر ہاتھ ڈالا تھا، اگر ہمارے دور میں دو ماہ کے لئے قیمتیں بلند ہوئی تھیں تو ہم انہیں اللہ کے فضل سے پچاس روپے فی کلو چینی چھوڑ کر گئے تھے ہم کارروائی کر کے گئے تھے یہ نہیں ہوا تھا کہ مافیا کے آگے گھٹنے ٹیک دیئے ہوں اور کپتان نے نوٹس لے لیا۔ اب قوم کہتی ہے کہ خدارا نوٹس نہ لیجئے گا کیونکہ جب آپ نوٹس لیتے ہیں تو چینی 55 روپے فی کلو سے 110 روپے فی کلو پہنچ جاتی ہے، جب آپ نوٹس لیتے ہیں تو آٹا مہنگا ہو جاتا ہے۔ آپ کہتے ہیں کہ گندم کی bumper crop ہوئی اگر یہ درست ہے تو پھر آٹا 80 روپے فی کلو سے 35 روپے پر کیوں نہیں آ رہا؟ اگر bumper crop ہے تو پھر اس کا فائدہ عوام کو کیوں نہیں ہو رہا؟ وہ اس لئے نہیں ہو رہا کہ آج آٹے کی انکوائری، چینی کی انکوائری، رنگ روڈ کی انکوائری میں کچھ نہیں بننے والا اس کے اندر مافیاز کو پالا جا رہا ہے وہ مافیاز جو حکومت اور حکومت میں بیٹھے ہوئے لوگوں کا خرچہ اٹھاتے ہیں۔ ان جگہوں پر بیٹھ کر بات کرنا بہت آسان ہے کہ بجٹ کے اندر یہ آ گیا وہ آ گیا۔ میں کہتا ہوں کہ آپ جنوبی پنجاب میں نہ جائیں آپ شمالی پنجاب میں نہ جائیں بلکہ آپ لاہور کی سڑکوں پر ہی چلے جائیں اور وہاں پر عوام سے پوچھیں کہ پہلے انہیں بجلی سات سے آٹھ روپے میں یونٹ ملتا تھا آج تیس تیس روپے میں یونٹ مل رہا ہے، ان سے پوچھیں کہ وہ جو اپنے بچوں اور بچیوں کی شادی پر دو تولے سونا ڈال دیتے تھے چونکہ غریب آدمی کے

لئے دو تین تولے سونا ہی بہت ہوتا ہے آج وہ آدھا تولہ سونا خریدنے کے قابل نہیں رہے۔ آج آپ یہاں سے نکل کر سڑکوں پر عوام سے پوچھیں کہ آج تین سالوں کے اندر اس حکومت کے آنے کے بعد پٹرول کی قیمت میں اضافے، دال کی قیمت میں اضافے، بجلی کی قیمت میں اضافے، گیس کی قیمت میں اضافے اور ٹیکسوں کی بھرمار سے عام آدمی کا جینا دوبھر ہو چکا ہے۔ ٹیکسوں کی بھرمار کے ساتھ ساتھ جب ہم یہاں پر ڈیپارٹمنٹس کی بات کرتے ہیں تو مجھے سن کر افسوس ہو رہا تھا ہمارا جو 2018 کا بجٹ تھا آج تین سال گزرنے کے بعد کسی ایک ڈیپارٹمنٹ میں بھی اس کو match نہیں کر پائے۔ فنڈز allocate کرنا، بلند و بانگ دعوے کرنا اور بات ہے لیکن ہر سال کی utilization اس حکومت کی bad governance بتاتی ہے۔ ہر سال جب utilization کا بجٹ سامنے آتا ہے تو اس کے اندر allocation کے مقابلے میں utilization، 60 percent/60 کم نظر آتی ہے۔ یہ ہمارے اعداد و شمار نہیں ہیں بلکہ جب ہمیں Bureau of Statistics یہ بتاتا ہے کہ 60 فی صد سے زیادہ لوگ خط غربت سے نیچے جا رہے ہیں، جب Bureau of Statistics بتاتا ہے کہ پچھلے تین سال کے اندر کروڑ سے زیادہ لوگ بے روزگار ہوئے ہیں تو پھر کس بات کے دعوے؟ کس بات پر اس ہاؤس میں آکر عوام کو گمراہ کرنے کی کوشش کی جاتی ہے؟ میں آپ کے توسط سے حکومت کو یہ کہنا چاہتا ہوں کہ بجٹ کا document انسانیت کی فلاح و بہبود کا ایک document ہوتا ہے اور جب آپ جھوٹ کی بنیاد پر چلتے ہیں تو پھر اس کا نقصان کیا ہوتا ہے۔ میں آپ کے سامنے ایک تقابل رکھوں گا کہ تعلیم کے میدان میں ہم پنجاب ایجوکیشن انڈومنٹ فنڈ جیسا انقلابی منصوبہ لے کر آئے جس کا بجٹ ساڑھے اٹھارہ ارب روپے سے اوپر گیا جس سے ساڑھے تین لاکھ سے زیادہ بچے اور بچیاں مستفید ہوئے اور یہ بچے اور بچیاں کون تھے؟ یہ بچے اور بچیاں وہ تھے جس طرح حمزہ شہباز صاحب نے اپنی تقریر میں بتایا کہ ڈیرہ غازی خان کے اندر جس کا باپ گھروں میں رنگ کرنے کا کام کرتا تھا آج وہ قوم کا بیٹا اور جینیا کے اندر سرجری میں سپیشلائزیشن کر رہا ہے۔ راجن پور اور یزمان سے بیٹی آئی اس نے کہا کہ میرے گھر میں کوئی نہیں پڑھا ہوا اور میں PEF سے انجینئر بنی ہوں اور میں انجینئر بن کر اس ملک کے اندھیرے دور کرنے میں اپنا کردار ادا کروں گی۔ یہ وہ انقلاب تھا جو مسلم لیگ (نواز) میاں شہباز شریف کی سربراہی میں اس صوبے میں لے کر آئی۔ پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن ایک ایسا پروگرام تھا جس کے اندر ہم 28

لاکھ بچے اور بچیوں کو brick-and- mortar کے بغیر سکولوں کے اندر لے کر آئے اور اس سسٹم کو ورلڈ ایجوکیشن فورم کے اندر دنیا کے بہترین ماڈلز میں سے ایک ماڈل قرار دیا گیا۔

جناب چیئرمین: رانا صاحب! پلیز windup کیجئے۔

رانا مشہود احمد خان: جی، بالکل windup کرتا ہوں مجھے پتا ہے کہ آپ کو یہ باتیں پسند نہیں آ رہیں۔ بات یہ ہے کہ PEF کا وہ پراجیکٹ جو پنجاب کے اندر out of school بچوں کو ختم کر رہا تھا جو بچوں کو ایک سنہرا مستقبل دے رہا تھا، بھٹے پر کام کرنے والے بچے جن کے بارے میں آج تک نہیں سوچا گیا تھا ایسے تقریباً 96ہزار بچے اور بچیوں کو ہم سکولوں میں لے کر آئے اور ان کو ایک مستقبل دیا جن کے بارے میں اس سے پہلے کبھی کسی نے نہیں سوچا تھا۔

جناب چیئرمین! میں یہاں پر آپ کو یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ کوئی بھی ملک اس وقت تک ترقی نہیں کر سکتا جب تک کہ وہ Technical Education پر توجہ نہ دے۔ پاکستان کی تاریخ میں پہلی دفعہ چائینا کے ساتھ مل کر ہم نے Punjab Tianjin University of Science and Technology کی داغ بیل ڈالی۔ دنیا کی study ہے کہ Technical Education سے ہی ملک ترقی کرتے ہیں۔ ہم نے جرمن ، سنگا پور، ناروے ،امریکہ اور دنیا کے دوسرے ممالک کے education systems کو چیک کیا جس سے معلوم ہوا کہ 60 فیصد سے زیادہ بچے اور بچیاں ہائر ایجوکیشن کی طرف نہیں جاتے اور ان کو ٹیکنیکل ایجوکیشن اور ووکیشنل ایجوکیشن کی طرف لایا جاتا ہے۔ ہم نے اس ملک اور صوبے کے اندر ٹیکنیکل ایجوکیشن سسٹم کی داغ بیل ڈالی۔ ہم نے Punjab-Tianjin University of Science and Technology (PTUT) کو قائم کیا اور آج اس موجودہ حکومت نے اس کا بجٹ ختم کر دیا ہے۔ چائنا کے اُستاد اپنے ملک سے پڑھانے کے لئے یہاں پر آئے تو موجودہ حکومت نے اس faculty کو ختم کرکے انہیں واپس بھیج دیا ہے تو یہ اس حکومت کا vision ہے۔

جناب چیئرمین: رانا صاحب! مہربانی کرکے windup کرلیں۔

رانا مشہود احمد خان: جناب چیئرمین! میں windup کر رہا ہوں۔ یہ کہتے ہیں کہ ہم چھ یونیورسٹیاں بنائیں گے جبکہ پچھلے تین سالہ دور حکومت میں ان کی طرف سے قائم کردہ کسی ایک

یونیورسٹی کا نام مجھے بتا دیا جائے۔پی۔ٹی۔ آئی پچھلے آٹھ سالوں سے صوبہ خیبر پختونخوا میں بر سر اقتدار ہے اور وہ آٹھ سالوں میں وہاں پر ایک نیا ہسپتال اور یونیورسٹی نہیں بنا سکی تو وہ یہاں پر کیا کرے گی؟ وہ صرف اور صرف جھوٹ بولے گی اور جھوٹ کے علاوہ کچھ نہیں کرے گی۔

جناب چیئرمین! میں دو باتیں آپ سے ضرور share کرنی چاہوں گا کیونکہ یہ قوم کی امانت ہیں۔ یہاں پر منسٹر صاحب نے کہا ہے کہ پی۔ٹی۔ آئی کے دور حکومت میں بزنس کی growth ہوئی ہے۔اپنے اندر سچ بولنے اور سُننے کا حوصلہ پیدا کر لیں۔اللہ کے فضل سے بزنس کی growth اس لئے ہو رہی ہے کہ اس ملک میں بجلی کی جو کمی تھی وہ ہم نے پوری کی ہے۔ یہاں پر ہر روز بم دھماکے ہوتے تھے اور اس کی وجہ سے کوئی یہاں پر investment کرنے کو تیار نہیں تھا۔ہم نے دہشت گردی کا خاتمہ کر کے اس ملک میں ایک conducive environment and ease of business دیا جس کی وجہ سے یہاں پر آپ کو بزنس growth نظر آتی ہے۔اسی طرح 56 کمپنیوں کی بات کرنے والے اور میاں محمد شہباز شریف پر الزام لگانے والے صرف ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ کے وہ فیصلے پڑھ لیں جن کے اندر کہا گیا ہے کہ شہباز شریف نے کوئی غلط کام نہیں کیا۔56 کمپنیوں کے بارے میں ان کی حکومت نے بیان دیا ہے کہ ان کے اندر کوئی غلطی نہیں ہے تو یہ سچ بولنے کا حوصلہ پیدا کریں۔اب لوگ جھوٹ نہیں سُننا چاہتے۔اب جھوٹ نہیں چل سکتا۔چونکہ آپ wind up کرنے کے لئے کہہ رہے تو میں اپنی بات اس شعر پر ختم کروں گا کہ:

بے عمل دل ہو تو جذبات سے کیا ہوتا ہے
دھرتی بنجر ہو تو برسات سے کیا ہوتا ہے
ہے عمل لازمی تکمیل تمنا کے لئے
ورنہ رنگین خیالات سے کیا ہوتا ہے

جناب چیئرمین! رنگین خیالات سے پنجاب چلے گا اور نہ ہی پاکستان چلے گا۔ آج کشمیر کے مسلمان بد دُعائیں دے رہے ہیں۔ امریکہ سے واپسی پر کہا گیا کہ میں ورلڈ کپ سے بڑا کپ جیت کر لایا ہوں۔ کشمیر کے مسلمان اب یہ سمجھتے ہیں کہ پی۔ٹی۔ آئی کے دور حکومت میں ان کا کچھ نہیں

بنے گا اور انشاءاللہ جب میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف کی حکومت آئے گی تو پھر وہی ترقی کا سفر شروع ہو گا جو کہ ان کی حکومت میں روک دیا گیا ہے۔ بہت شکریہ

جناب چیئرمین: جی، مہربانی۔ اب جناب تیمور علی لالی بات کریں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اوقاف و مذہبی امور (جناب تیمور علی لالی): اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم O بسم اللہ الرحمٰن الرحیم O جناب چیئرمین! سب سے پہلے تو میں وزیر اعلیٰ پنجاب سردار عثمان بزدار اور وزیر خزانہ صاحب کو مبارک باد پیش کروں گا کہ انہوں نے پنجاب میں ایک نہایت ہی شاندار بجٹ پیش کیا ہے۔ یہاں پر بات کی گئی کہ 2018 کے بجٹ میں ترقیاتی کاموں کے لئے 635۔ارب روپے رکھے گئے تھے لیکن یہ نہیں دیکھا گیا کہ اس 635۔ارب روپے میں سے 100۔ارب روپے تو صرف اورنج ٹرین کے لئے مختص تھے۔ اگر اس 100۔ارب روپے کو نکال دیں تو ہمارا ترقیاتی بجٹ ان کے مقابلے میں زیادہ ہے کیونکہ ہم نے ترقیاتی بجٹ کے لئے 560۔ارب روپے رکھے ہیں۔ انہوں نے اپنے دور کے ترقیاتی بجٹ کی تقسیم جس طرح کی ہے وہ بھی ناقابل بیان ہے۔ ہماری حکومت نے موجودہ بجٹ میں 360۔ارب روپے کے districts packages announce کئے ہیں۔ یہ ایک شاندار منصوبہ ہے جس کی تاریخ میں پہلے کوئی مثال نہیں ملتی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین! جہاں تک development کی بات ہے تو واقعی بڑے شہروں اور بڑے اضلاع میں پہلے پیسے لگتے رہے ہیں لیکن چھوٹے اضلاع جن سے ہم belong کرتے ہیں ان کو بالکل نظرانداز کیا جاتا رہا ہے۔ الحمد للہ یہ پہلا بجٹ ہے کہ جس میں funds کی تقسیم بالکل منصفانہ طریق کار کے تحت ہوئی ہے۔ نہ صرف بڑے شہروں بلکہ چھوٹے اضلاع میں بھی ترقیاتی کام ہو رہے ہیں جیسا کہ میرا ضلع چنیوٹ ہے وہاں پر بھی اربوں روپے کے development packages دیئے گئے ہیں جو کہ پہلے نہیں دیئے جاتے تھے۔ میں اپنی حکومت کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ جس نے نہ صرف ہمارے علاقوں کی محرومیوں کو محسوس کیا بلکہ ان کو دُور کرنے کا بیڑہ بھی اُٹھایا ہے۔ ہمارے علاقے کی فیصل آباد سرگودھا روڈ بہت اہم ہے۔ اس کے اُوپر بے تحاشہ حادثات اور اموات ہوتی تھیں۔ سینکڑوں جانیں ضائع ہو چکی ہیں اور ہزاروں لوگ اس

سڑک پر ہونے والے حادثات کی وجہ سے زخمی ہو چکے ہیں۔اس سڑک پر کئی گھرانے حادثات کی نذر ہو چکے ہیں۔ ضلع چنیوٹ میں اس سڑک کا حصہ 41 کلومیٹر بنتا ہے۔ آج سے پہلے کسی حکومت نے اس سڑک کو بنانے کی کوشش نہیں کی تھی لیکن اس موجودہ حکومت نے نہ صرف اس سڑک کو بنانے کی کوشش کی ہے بلکہ utility shifting and land acquisition کے لئے پیسے بھی مختص کر دیئے گئے ہیں۔اس کی وجہ سے اب لوگوں میں ایک امید پیدا ہو چکی ہے کہ یہ سڑک اب بن جائے گی۔ یہ سڑک دو مرکزی Divisions سرگودھا اور فیصل آباد کو ملانے والی سب سے shortest link ہے۔ پہلی حکومت نے اس سڑک کی جانب کوئی توجہ نہیں دی تھی۔

جناب چیئرمین! ہماری موجودہ حکومت نے چھوٹے اضلاع کی ترقیاتی سکیموں کو ترجیح دی ہے۔ جنوبی پنجاب، چنیوٹ اور جھنگ کے اضلاع کے لئے جو package اس ADP میں آیا ہے وہ اس سے پہلے کبھی نہیں آیا۔ اسی طرح شعبہ صحت میں ہیلتھ انشورنس جیسا initiative ہماری موجودہ حکومت کا ایک بہت بڑا کارنامہ ہے۔ وزیر اعظم کے vision کے مطابق اس بابت عملی طور پر کام کیا جا رہا ہے جس سے انشاءاللہ تعالیٰ کروڑوں لوگ مستفید ہوں گے۔ عام آدمی اپنا علاج نہیں کروا سکتا۔ اس کے پاس تو کھانے کے لئے proper پیسے نہیں ہوتے اور اگر اس کے گھر میں کوئی بیماری آ جائے تو وہ اس کا properly علاج نہیں کروا سکتا لیکن ہیلتھ انشورنس کارڈ کی وجہ سے وہ اپنے پینل کے ہسپتالوں میں سے کسی ہسپتال میں جا کر اپنا علاج کروا سکتا ہے۔ اس کو کسی کے آگے ہاتھ پھیلانے کی ضرورت نہیں ہو گی۔

جناب چیئرمین! یقین کریں کہ 2018 سے پہلے ہمارا کسان اور زمیندار طبقہ خود کشی کرنے پر آ چکا تھا۔ یہ طبقہ اس حد تک پریشان تھا کہ وہ خود کشی کرنے کے لئے تیار تھا۔ ان کی فصلوں کا انہیں کوئی مناسب ریٹ نہیں ملتا تھا۔ گنّے کا ریٹ 180 یا 160 روپے ہوتا تھا لیکن کسان کٹوتی کروانے کے باوجود 80 یا 90 روپے فی من کے حساب سے اپنا گنا فروخت کرنے پر مجبور تھے۔ اس رقم کی ادائیگی بھی بروقت نہیں کی جاتی تھی اور کسان چھ چھ مہینے، ایک ایک سال تک ملوں کے چکر لگاتے رہتے تھے لیکن کوئی ایسا setup نہیں تھا کہ جس کی وجہ سے کسان کو اس کے اپنے گنے کی فصل کے پیسے بروقت مل جاتے۔ ہماری موجودہ حکومت نے نہ صرف گنے کا ریٹ بڑھایا بلکہ کسانوں کو ان کی payment کی بروقت ادائیگی کو بھی یقینی بنایا ہے۔

جناب چیئرمین: اجلاس کا وقت پندرہ منٹ بڑھایا جاتا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اوقاف و مذہبی امور (جناب تیمور علی لالی): جناب چیئرمین! ہماری حکومت نے زمینداروں کو فصلوں کی قیمت کی ادائیگی یقینی بنائی۔ آپ یقین مانیں آج وہی زمیندار جھولیاں اُٹھا کر اس حکومت کو دعائیں دے رہا ہے۔ اگر ہم گندم کے ریٹ کی بات کریں تو پچھلے کئی برسوں سے گندم کا ریٹ نہیں بڑھایا گیا۔ یہ پہلی حکومت ہے جس نے گندم کے ریٹ میں سینکڑوں روپے کا اضافہ کیا۔ ہمارا صوبہ پنجاب اور ہمارا ملک agriculture پر base کرتا ہے۔ اگر ہم اپنی زراعت کو بہتر کریں گے تو ہمارا ملک خوش حال ہو گا۔ آپ کی آدھی سے زیادہ آبادی زراعت کے شعبے سے منسلک ہے۔

جناب چیئرمین! اگر میں اپنے حلقہ اور اپنے ضلع کی بات کروں تو میرے حلقہ پی پی-93 میں کبھی بھی اتنا کام نہیں ہوا جتنا کام پچھلے تین سالوں میں ہماری اس حکومت نے کرایا ہے اور یہ بات on record ہے میرا کوئی بھی دوست چیک کرنا چاہے تو وہ میرے حلقہ میں جا کر چیک کر سکتا ہے۔ الحمدللہ RAP کے through اس وقت تک میرے حلقے میں 55 کلو میٹر کارپٹ روڈ تیار ہو چکا ہے اور وہ کارپٹ روڈ ایسی جگہ پر پہنچا ہے جہاں پر لوگوں کا گزرنا ہی دشوار تھا اور آج سے پہلے میرے حلقہ میں یہ کام نہیں ہوا۔

جناب چیئرمین! چنیوٹ کو ضلع بنے 10 سال سے زیادہ وقت گزر گیا ہے لیکن وہاں پر DHQ ہسپتال نہیں بنایا گیا تھا۔ اس دفعہ ہماری حکومت کے initiative سے وہاں پر DHQ ہسپتال بنایا جا رہا ہے۔ وہاں پر پولیس لائن، ڈسٹرکٹ کمپلیکس اور One Window Operation کا قیام نہیں کیا گیا تھا اب الحمدللہ ہماری حکومت ضلع چنیوٹ میں یہ سارے کام کروا رہی ہے۔

جناب چیئرمین! جہاں تک بڑے شہروں کی بات ہے تو اُن شہروں کو اُن کی آبادی کے تناسب سے اُنہیں حصہ ضرور ملنا چاہئے لیکن چھوٹے اضلاع کو بھی نظر انداز نہیں کرنا چاہئے۔ اگر اُن چھوٹے اضلاع کو نظر انداز نہیں کیا گیا تو یہ کام بھی اس حکومت میں ہوا ہے۔ ضلع چنیوٹ کو

اس بجٹ میں جتنا نمایاں حصہ ملا ہے میرا خیال ہے جب سے چنیوٹ ضلع بنا ہے تب سے اُس کو اتنا نمایاں حصہ نہیں ملا۔

جناب چیئرمین! میں وزیر اعلیٰ پنجاب جناب عثمان احمد خان بُزدار کا دوبارہ شکریہ ادا کروں گا جنہوں نے فنڈز کی منصفانہ تقسیم کرکے ہمارے remote areas تک بھی فنڈز پہنچائے اور اب میں یہ اُمید کروں گا کہ اس سال کی ADP میں ہمارے جتنے projects شامل کئے گئے ہیں وہ تیزی سے پایہ تکمیل تک پہنچیں گے اور انشاء اللہ وہ وقت دُور نہیں جب ضلع چنیوٹ بھی باقی اضلاع کی طرح ترقی یافتہ اضلاع میں شمار کیا جائے گا اور یہ صوبہ اسی حکومت اور اس قیادت میں دن رات ترقی کرے گا اور یہ آگے ہی بڑھتا چلا جائے گا۔ اب ہمارے ضلع چنیوٹ اور اس صوبے کو آگے ہی بڑھنا ہے اور میں اللہ تعالیٰ کی ذات سے اُمید رکھتا ہوں کہ وہ وقت دُور نہیں کہ جب ہمارے جیسے remote areas میں بھی مثال دی جائے گی کہ جو کام پرانے تجربہ کار سیاستدان نہ کر سکے وہ کام ہم لوگوں نے کرکے دکھایا۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: جی، محترمہ طحیا نون صاحبہ!

MRS TAHIA NOON: Our agricultural sector is drowning due to the mismanagement of the PTI Government. The agricultural sector is being deconstructed and the small farmer is being swept up in this Tsunami of PTI's making. When the PML(N) government left in 2017, the agriculture development budget was RS 21.05 billion. The PTI reduced it and allotted only 7 billion rupees to a sector that feeds and employs the majority of us. In 2019, having realized their mistake, the PTI allotted Rs.15.5 billion but once again last year reduced it to a mere 8 billion. Today a development budget of Rs.42.5 billion has been allocated for agriculture. Whilst this is a large sum, please realize that since

the PML(N) Government the rupee has devalued by 41 percent and inflation has gone up to 38 percent. This effects all input cost in the agricultural sector. Today, they are proposing a budget that is five times greater than last year's budget. Mr Chairman! Last year, they were unable to utilize the allocated sum and had to return 25 percent to the Treasury. How they proposed to manage is beyond their historical record. Today, Punjab's farmer is facing myriad slew of hurdles. There has been an erosion of the land computerized station system. PTI has brought back the 'Patwari' culture. Farmers are having to pay bribes to get accurate data on 'FARDS'. Due to a lack of government oversight, lesser quality seed and inputs are being sold by less professional sellers touting their wares. The small farmer no longer able to afford the expensive inputs to buy these low quality inputs. I will just wind up. The mismanagement of water is criminal. The small farmers who comprise of 42 percent of Punjab's farmers, are planting for sustainability. Adding insult to injury, FIR's were issued against these farmers for hoarding wheat. Routinely, small and medium farmers, they stock wheat to feed and sustain their families through the year. In most cases, it is their mainstay in terms of nutrition. In 2017, when the PML(N) left the cost of production for wheat was Rs.908/-. Today, it is Rs.1600/- per maund. A maund sells for Rs.1800/- in the market.Which costs of about Rs.120/- out of that labor and other's cost that leaves the farmer

with Rs.1680/- a maund as his gross profit but his real profit out of it is Rs.80/- per maund. The Livestock Department is extremely slow and the farmers are not able to access veterinary healthcare for their animals. The small farmer is still grateful today to PML(N) Government for the subsidies on electrical units and for the removal of GST on agricultural inputs (the imputations of those inputs). Many of the PML(N) initiatives are today being re-branded by the PTI.

MR CHAIRMAN: You are requested to please wind up because I have another speaker.

MRS.TAHIA NOON. Ok. Basically they are revamping the 'Kissan Card'; they are revamping the small loans to interest free loans to small farmers. The end I would like to say' we must realize that today's farmers are going to become smaller with each generation. No sector can function with yo-yo economic allotments coupled with no smart agricultural policies, multi-sectorial policies and long term planning. Thank you.

جناب چیئرمین: جی، شکریہ۔ جناب احمد شاہ کھگہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے توانائی (جناب احمد شاہ کھگہ):۔۔۔بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! میں بجٹ تے تقریر کرن توں پہلاں پنجاب اسمبلی دی اس نئی بلڈنگ اور اس نئے ہاؤس بنان تے چودھری پرویز الٰہی اور جناب عثمان احمد خان بُزدار نُوں مبارک باد پیش کرناہاں، جنہاں نے مل کے ایڈے وڈے پراجیکٹ نُوں کامیاب کیتا اور اس نُوں پایہ تکمیل تک پہنچایا۔ اِہ کم چودھری پرویز الٰہی ای کرسکدا سی تے اہنے ای آکے اِہ کم کیتا اے۔

جناب چیئرمین! مالی سال 22-2021 پنجاب دا ٹوٹل بجٹ 2653 ارب روپے رکھیا گیا اے جہڑا گزشتہ مالی سال توں 18 فیصد زیادہ اے۔ میں وزیر اعلیٰ پنجاب جناب عثمان احمد خان بُزدار صاحب، وزیر خزانہ مخدوم ہاشم جواں بخت صاحب، وزیر قانون و پارلیمانی امور جناب محمد بشارت راجہ صاحب، سیکرٹری خزانہ تے اہناں دی پوری ٹیم نُوں مبارک باد پیش کرنا آں کہ جنہاں نے دن رات محنت تے کاوشاں کر کے اہ ٹیکس فری بجٹ پیش کیتا ہے۔ وزیر خزانہ صاحب نے اس بجٹ اِچ سرکاری ملازمین لئی جہڑا package دتا اے ایک توں لے کے انیس تک پچیس فیصد جیہڑے اوہناں دے مراعات پچھلے کئی سالاں توں رُکیاں ہویاں سن اوہناں دا ایہناں نے اعلان کیتا میں ایہناں نوں خیر مقدم کہنا اور ایس توں علاوہ جیہڑا پنجاب دے سرکاری ملازمین واسطے 10 فیصد اضافی تنخواہ دا اعلان کیتا اے اوہ وی خوش آئند بات اے تے ایس دی مبارکباد وی میں ایس حکومتِ وقت نوں دینا چاہناں آں۔ ساڈے ملک دی تقریباً 70 فیصد آبادی زراعت دے نال تعلق رکھدی اے اور میں سمجھنا آں کہ زراعت ساڈے ملک دی ریڑھ دی ہڈی اے۔ میں سمجھنا آں کہ جدوں دی پی ٹی آئی دی تے ساڈے عمران خان صاحب دی حکومت آئی آئے اور اوہناں نے جیہڑے وعدے وعید کیتے سن کسان بھائیاں دے نال میں سمجھنا آں کہ 100 فیصد اوس تے عملدرآمد کررے نیں تے ایہدا ثبوت ایہہ وے کہ اوہناں نے آندیاں نال انڈیا دا بارڈر بند کیتا جیہڑا ساڈے کساناں نوں نقصان پہنچا رہیا سی۔ الحمد اللہ اوس بارڈر دے بند ہوون نال کاشتکاراں نوں حوصلہ ملیا اوہناں نے اپنیاں فصلاں اچھے طریقے نال کاشت کیتیاں تے اچھے طریقے نال ایہہ فروخت ہوئیاں۔ میں سمجھنا آں کہ ایہدا سہرا عمران خان صاحب اور بزدار صاحب دے سر جاندا اے کہ کسان ساڈے خوشحال ہوئے نیں۔ تُسیں یقین کرو کہ ایہناں تن سالاں دے وچ اتنی فصلاں اچھیاں ہوئیاں نیں کہ جیہڑیاں ساڈے کساناں دیاں شادیاں رُکیاں ہوئیاں سن بیٹے بیٹیاں دیاں بوجہ رقم نہ ہون دے اوہ ان شاءاللہ ایس ٹائم تے اوہ مکمل ہوئیاں نیں تے ایہہ خوشحالی دی نشانی اے۔ جدوں وی اک اچھا حکمران آوے تے اوہدی وجہ توں عوام ترقی دی طرف جاندی اے۔ زرعی آلات تے جیہڑی سانوں گورنمنٹ نے سبسڈی دتی اے کوئی آلات خریدنا چاہوے تے دو لکھ روپے دی امداد سانوں گورنمنٹ نے فراہم کرنی اے تے اوہ وی بغیر سود توں۔ کسان واسطے قرضہ جات سب توں آسان مارک اپ تے جناب مہیا اے۔ ایہہ وی ساڈی ایس حکومت

نوں سہرا جاندا اے۔ کساناں واسطے کھیتاں توں اپنیاں اجناس منڈی وچ لے جان دا مرحلہ وی بڑے بہترین انداز نال کئی منڈیاں بنا کے اوہدا اظہار کیتا جا رہیا اے اور کافی ساری منڈیاں پایہ تکمیل تک پہنچ رہیاں نیں۔ کساناں دی مد وچ کھالہ جات نوں پکا کیتا جا رہیا اے۔ میں سمجھنا آں کہ ایہہ وی کسان دوستی دا ثبوت اے ساڈے عمران خان صاحب تے بزدار صاحب دا۔ اک ہور میں جناب ایتھے گل کرناں چاہ رہیا واں کہ کساناں دیاں فصلاں تے جیہڑی خدائی آفت آندی سی گڑا، طوفان اوہدا وی بندوبست کیتا گیا اور انشورنس پروگرام بنایا گیا اے جدے تے عملدرآمد ہو رہیا اے تمام جنساں دیاں قیمتاں میں سمجھنا واں کہ ایس ٹائم بہت مناسب نیں۔ اوہ گھٹ نئیں نیں جنے اسیں ناشکرے ہوئے واں۔ بڑا اللہ دا شکر اے کہ ایس حکومت نے بڑا خیال کیتا اے کسان بھائیاں دا۔ میں سمجھنا آں کہ تعلیم توں بغیر کوئی وی قوم ترقی نہیں کر سکدی۔ میں خراج تحسین پیش کرنا چاہنا واں ڈاکٹر مراد راس صاحب، راجہ یاسر ہمایوں صاحب، ایہناں دی کوششاں نال اور سردار عثمان بزدار تے عمران خان دے ویژن نال کہ ساڈے نصاب جیہڑے پہلی توں لے کے پنجویں تک ایہنوں یکساں کیتا گیا اے ایہہ بہت وڈا کم اے۔ ایہہ شاید کوئی ہور حکومت یا کوئی ہور فرد نئیں کر سکدا۔ ایس توں علاوہ ساڈے ورگے پسماندہ ضلعیاں دے وچ یونیورسٹی تے چار کالجاں دا جیہڑا اعلان کیتا اے، میں سمجھنا آں کہ عمران خان صاحب تے عثمان بزدار صاحب دی طرفوں ساڈی غریب عوام واسطے بوہتا وڈا تحفہ اے۔ ایس طرح پورے پنجاب دے وچ جیہڑے اوہناں نے پیکیج بنائے نیں ڈسٹرکٹ ڈویلپمنٹ دے ایس دی مثال نئیں ملدی ایہہ بہت اچھا قدم اے۔ ایہدے وچ ہر ضلعے نوں اپنا حصہ برابر ملے گا۔

جناب چیئرمین! صحت دے معاملے وچ جیہڑا اوہناں نے اقدام کیتا اے ست لکھ ویہہ ہزار دا صحت کارڈ۔ میں سمجھنا آں کہ ایہہ وی اللہ دی طرفوں تحفہ اے۔ جیویں 1122 دی سکیم اے ایسے طرح انشاءاللہ ہر غریب امیر واسطے ایہہ پیکیج برابر اے تے ایہہ بہت وڈا قدم اے جیہڑا ساڈی حکومت پی ٹی آئی دے عمران خان تے بزدار صاحب نے چلایا اے تے ایس توں علاوہ میں نوں بڑی خوشی ہوئی کہ جتنے وی پنجاب دے وچ ڈی ایچ کیو ہسپتال نے جیہڑے چھوٹے دیہی ایہناں نوں 24 گھنٹے سہولت فراہم کرن دا حکم دے دتا گیا اے اور اس تو علاوہ میں اپنے پاکپتن دی عوام دی طرفوں شکر گزار آں جیہڑا ساڈے کول mother and child hospital دا پیکج آیا اے

تے ڈی ایچ کیو ہسپتال دی upgradation، عارف والا دی upgradation وی اے۔ میں ایس گل داوِی شکریہ ادا کرنا آں ڈاکٹر یاسمین راشد صاحبہ داتے عثمان بزدار صاحب داوی کہ اے سہولتاں ساڈے پسماندہ ضلع وچ گیاں نیں۔ زراعت، نہری آب پاشی واسطے بڑا اک پیکج رکھیا گیا اے پورے پنجاب واسطے پکے راجباہیاں واسطے وی پیکج رکھیا گیا اے جیس گل تے میں خوش آمدید کہنا آں۔ میں سمجھنا آں ساڈے کساناں واسطے اے سب تو بہترین سہولت اے۔ صاف پانی پیون لئی اک آبی پروگرام دی کمیٹی بنائی گئی اے جیدے واسطے انشاءاللہ تعالیٰ بوہتے سارے پیسے رکھے گئے نیں۔ امید اے کہ ہر پنڈ وچ پیون دا صاف پانی مہیاہ کیتا جاوے گا۔ جناب چودھری پرویز الٰہی دے دور وچ نویاں سڑکاں بنایاں گیاں اور اوہناں نوں مرمت کیتا گیا اور اس توں بعد 12 سال تک نہ مرمت ہوئی نا کوئی نئی سڑک بنی۔

MR CHAIRMAN: The House is adjourned to meet on Friday the 18 June, 2021at 2:00 pm.